شیعانِ حیدر کرار زندہ باد

# شیخین کا جنگوں سے فرار

تحریر و تحقیق

قسور عباس حیدری

# پیشِ لفظ

کافی عرصہ پہلے ہم نے شعیب حیدری صاحب کی نذر ایک نوٹ کیا تھا جس میں ہم نے شیخین کا احد سے فرار ہونا ثابت کیا تھا لیکن اسکے جواب میں ایک طویل عرصہ کے بعد انکے ساتھیوں نے ایک کتابی صورت میں جواب لکھا جسکا عنوان تھا:

## شیخین کی ثابت قدمی

اور اسکو تین لوگوں کی جانب سے تحریر کیا گیا ہے جن میں ابوب عبدالرحمٰن سلفی، احمد خلفان اور ابوتراب سلفی شامل ہیں۔ انہوں نے اس میں شیخین کی ثابت قدمی کے حوالہ جات دیئے لیکن اگر ان دلائل کو علم کے ترازو میں تولا جائے تو وہ کافی کمزور دلائل تھے۔ جنکا دندان شکن جواب ہم نے اس کتاب میں دیا ہے۔ اور بوجہ اختصار ہم نے کئی جگہ عربی متن نقل نہیں کیا فقط ترجمہ پر ہی اکتفاء کیا ہے۔ امید ہے مومنین اس سے استفادہ حاصل کریں گے۔

خاکپائے اہل بیت وسادات

قسور عباس حیدری

# خلیفہ اول ابوبکر صاحب کی بہادری کے قصے

## (معرکہ احد)

ہم نے اپنے سابقہ نوٹ میں ان حضرت کا احد سے فرار ہو جانا ثابت کیا تھا لیکن اُن تین منہ بولے مولویوں نے اس کو رَد کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ سب سے پہلے ہم اس روایت کا متن پیش کئے دیتے ہیں:

**اخبرنا محمد بن اسحاق بن ابراهيم مولى ثقيف، حدثنا اسماعيل بن ابى الحارث، حدثنا شبابة بن سوار، عن اسحاق بن يحى بن طلحة، حدثنا عيسى بن طلحه عن عائشة قلت: قال ابوبكر: لما صرف الناس يوم احد عن رسول الله كنت اول من جاء النبى....**

عائشہ سے روایت ہے کہ ابو بکر نے کہا کہ جب احد میں لوگ نبی پاک کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو سب سے پہلے نبیؐ کے واپس آنے والا میں تھا۔۔۔

(الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان جلد ۱۵ صفحہ ۴۳۸ مؤسسۃ الرسالۃ)

### اس روایت پر جرح کا جواب:

معترض صاحبین نے محقق شعیب الارنووط کی جرح کا ذکر کیا کہ ہم نے محقق کی جرح کو چھپا دیا کیونکہ محقق نے اسحاق بن یحی کو ضعیف کہا ہے۔

تو جناب کے لئے عرض ہے کہ اس روایت پر جرح ہی فضول ہے کیونکہ امام ابن حبان اسے اپنی صحیح میں نقل کر رہے ہیں اور بقول آپکے علماء کے صحیح ابن حبان صحیح کتاب ہے اور ہم محقق کی اپنی تحقیق بھی پیش کئے دیتے ہیں۔ چند حوالے پیشِ خدمت ہیں:

محقق شعیب ارنووط خود اسکے مقدمہ میں لکھتے ہیں :

اوراس کتاب کوصحاح کُتب کے مابین اعلیٰ منزلت حاصل ہے۔اس کتاب میں وہ حدیثیں جمع کی گئیں جوصحت کے اعلیٰ درجات پر فائز تھیں اور شیخین کی شرط پر تھیں۔

(مقدمہ ابن حبان صفحہ۴۰)

عراقی نے شرح الفیہ میں کہا ہے کہ کچھ ایسی صحیح تصنیفات سے جن میں فقط صحیح (روایات) جمع ہیں اگر کچھ اخذ کرنا ہوتو صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان کی مثل ہونی چاہئیں۔۔

(مقدمہ صحیح ابن حبان صفحہ۴۱)

امام سیوطی نے جمع الجوامع کے مقدمہ میں کہا ہے کہ امام بخاری، مسلم، ابن حبان۔۔۔۔۔اورانہوں نے اپنی کُتب میں صحیح جمع کیا ہے۔

(مقدمہ صحیح ابن حبان صفحہ۴۱)

عماد بن کثیر کہتے ہیں کہ ابن حبان اور ابن خزیمہ کی صحت کوتسلیم کیا گیا ہے اور یہ مستدرک (الحاکم) سے بہتر ہیں کیونکہ انکی اسانید اور متن صاف شفاف ہیں۔

(مقدمہ صحیح ابن حبان صفحہ۴۱)

آگے ختمی بیان بھی شعیب ارنووط کا ہی نقل کیئے دیتے ہیں:

پس اسکے بعد ہم تو یہی جانتے ہیں ابن حبان پر صحیح غالب ہے شرط شیخین کی وجہ سے۔

(مقدمہ صحیح ابن حبان صفحہ۴۳)

اتنے دلائل شاید ان حضرات کے لئے کافی ہونگے۔کیونکہ جسطرح بخاری کے ساتھ صحیح کا لفظ ہے اسی طرح ابن حبان کے ساتھ بھی صحیح کا لفظ ہے اور علماء کے بیان بھی موجود ہیں۔

لیکن اسکے باوجود بھی ہم نے الثقات ابن حبان میں سے اس راوی اسحاق بن یحی کی توثیق دکھائی تھی لیکن اعتراض کیا گیا کہ امام ابن حبان تساہل سے کام لیتے تھے توثیق کے معاملہ میں۔

اب رہی بات کہ ابن حبان متساہل تھے یا نہیں؟؟ تو ہم ان حضرات کے گوش گزار کرنا چاہیں گے کہ جناب کم ازکم اپنے علماء کے بارے میں تو اپنی تحقیق کامل رکھیں۔ کیونکہ امام ابن حبان کی طرف تساہل کی نسبت غلط ہے۔ اس پر تحقیق جناب کے سامنے رکھتے ہیں کہ جناب کے اپنے علماء اسکو نہیں مانتے۔ حوالے پیشِ خدمت ہیں:

سب سے پہلے خود محقق شعیب ارنووط لکھتے ہیں:

اور امام ابن حجر نے النکت میں اور اسی طرح کشف الظنون میں امام ابن حبان پر کئے گئے دعوی تساہل کو رد کیا گیا ہے کہ ان میں تساہل نہیں تھا۔

(مقدمہ صحیح ابن حبان صفحہ ۴۲)

امام سیوطی لکھتے ہیں:

امام ابن حبان کے بارے میں جو ذکر تساہل کا کیا گیا وہ صحیح نہیں۔۔۔۔ اسلئے کہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں ثقہ راویوں سے روایات لی ہیں جو کہ غیر مدلس ہیں۔

(تدریب الراوی صفحہ ۱۱۱ امام سیوطی)

علامہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

بعض نے امام ابن حبان کی طرف تساہل کی نسبت کی ہے کہ وہ توثیق کے معاملے میں انکا ہاتھ کھلا ہے اور وہ ایسے لوگوں کو بھی ثقہ کہہ دیتے ہیں جو جرح کے مستحق ہیں لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

(الرفع والتکمیل صفحہ ۱۳۹)

علامہ سخاوی لکھتے ہیں :

ہمارے استاد نے ابن حبان کی طرف کی گئی تساہل کی نسبت سے اختلاف کیا ہے۔

(فتح المغیث صفحہ ۶۴)

تو اب امام ابن حبان کی طرف ان لوگوں کا تساہل نقل کرنا فقط انکی لاعلمی ہے اور کچھ نہیں ۔

جبکہ ہم نے اس نوٹ میں یہ دعوی کیا تھا کہ امام ابن حبان متشدد ہیں ۔اب ہم اس دعوی کو ثابت کرتے ہیں ۔

امام ذہبی لکھتے ہیں :

امام ابن حبان ثقہ لوگوں پر ایسے جرح کرتے ہیں گویا وہ نہیں سمجھتے ہیں کہ وہ کیا کرر ہے ہیں ۔

(میزان الاعتدال جلد ا صفحہ ۲۷۴)

محقق شعیب ارنووط لکھتے ہیں :

یہ رجال میں حکم لگانے میں متشدد ترین علماء میں شمار ہوتے ہیں ۔۔۔۔اور آئمہ نے انکا جرح میں مشدد ہونے کا اشارہ کیا ہے۔

(مقدمہ صحیح ابن حبان صفحہ ۳۶)

اس سے ثابت ہے کہ امام ابن حبان متشدد علماء الرجال میں سے تھے۔

## کچھ مزید دلائل:

امام ذہبی لکھتے ہیں :

ثقات کی شناخت کا منبع ہیں ۔۔۔ابن حبان۔۔۔

(الموقظہ فی مصطلح الحدیث صفحہ ۵۸)

آگے محقق شعیب ارنووط ہی لکھتے ہیں:

ابن حبان کی توثیق کی اہمیت یہ ہے کہ مزی نے انکی کتاب ثقات پر اعتماد کیا ہے اور اپنی تہذیب الکمال میں انکو ثقہ لکھا ہے جنکو ابن حبان نے اپنی ثقات میں نقل کیا ہے اور اسی طرح ابن حجر نے بھی تہذیب میں انکی متابعت کی ہے۔

(مقدمہ صحیح ابن حبان صفحہ ۳۷)

لہذا ان دلائل قویہ سے یہ ثابت ہے کہ امام ابن حبان کی صحیح میں تمام روایات صحیح ہیں اور انکی توثیق بھی بہت معنی رکھتی ہے۔ سوابو بکر کا احد میں فرار ہو جانا اس صحیح روایت سے ثابت شدہ ہے۔ اور اسی متن کی تین روایات کو امام حاکم نے اپنی مستدرک میں نقل کیا ہے اور انکو صحیح قرار دیا ہے تو یہ امام حاکم کا تساہل نہیں بلکہ صحیح ابن حبان سے عین موافقت ہے۔

مستدرک الحاکم جلد ۳ صفحہ ۳۲، ۴۶۱، ۳۲۳ میں یہ تینوں روایات موجود ہیں۔

## (معرکہ خیبر)

خیبر میں بھی یہ جناب شکست کھا کر بھاگتے نظر آئے۔ خیبر کے بارے میں بھی روایات میں آیا ہے کہ ان جناب کو جب نبی پاک نے علَم دے کر روانہ کیا تو وہاں سے بھی یہ واپس آ گئے شکست کھا کر۔ اس پر بھی دلائل پیشِ خدمت ہیں:

....حدثنی عبداللہ بن بریدہ قال سمعت ابی یقول حاضرنا خیبر فاخذ اللواء ابوبکر فانصرف ولم یفتح لہ....

عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ میرے والد بریدہ نے کہا کہ میں خیبر میں حاضر تھا۔ نبی پاکؐ نے علم ابوبکر کو دیا لیکن انکو فتح نہ ہوئی۔۔۔

(فضائل الصحابہ جلد۲ صفحہ۳۴۷ امام احمد بن حنبل)

محقق نے اسکی اسناد کو صحیح کہا ہے۔

اسی روایت کو امام ہیثمی نے مجمع الزوائد جلد۶ صفحہ۱۶۰ پہ نقل کیا ہے اور اسکی اسناد کو صحیح کہا ہے۔

اسی کو امام حاکم نے مستدرک جلد۳ صفحہ۴۲ میں صحیح کہا ہے۔

اسی روایت کو مُسند احمد بن حنبل جلد۳۸ صفحہ۹۷ میں محقق نے صحیح کہا ہے۔

یعنی اس صحیح سے روایت ثابت ہے کہ ابو بکر صاحب خیبر میں بھاگ نکلے یہی وجہ ہے کہ نبی پاکؐ نے مولا علیؑ کو علم دیتے ہوئے فرمایا تھا:

کل میں علم اسکو دونگا۔۔لیس بفرار جو فرار نہیں ہوگا۔

(کنز العمال جلد۱۰ صفحہ۴۶۲ علامہ متقی ہندی)

اور خود علامہ متقی نے اسکی اسناد کو حسن کہا ہے۔

اسی مضمون کی ایک روایت امام ہیثمی نے مجمع جلد۶ صفحہ۱۶۰ میں بھی نقل کی ہے جسکے الفاظ ہیں:

لاعطین رجلا لا یفر...

اب یہ اسکو عطا کرونگا جو فرار نہیں ہوگا۔

اور خود امام ہیثمی نے اسکے رجال کو ثقات کہا ہے۔

یعنی ابو بکر کی شکست اور نبی پاکؐ کے اس فرمان سے ثابت ہے کہ مولا علیؑ سے پہلے جانے والے لوگ فرار ہی ہوتے تھے کیونکہ اگر لڑتے تو یا فتح ہوتی یا خود شہید ہوتے لیکن بشرط یہ کہ میدان میں لڑتے۔

ہم نے ان صحیح روایات سے حضرت خلیفہ اول کا احد اور خیبر میں سے بھاگنا ثابت کیا ہے۔

# خلیفہ دوئم عمر صاحب کی بہادری کے قصے

اب آتے ہیں خلیفہ ثانی عمر صاحب کی طرف۔اس سے پہلے کے ہم جنگ کے حالات بیان کریں ذرا انکی قبول اسلام کے بعد حالت دیکھ لیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر اسلام لانے کے بعد قریش سے ڈرے ہوئے گھر میں کہ عمرو بن عاص اندر آیا۔۔۔۔۔عاص نے عمر سے کہا کیا بات ہے؟عمر نے کہا کہ تمہاری قوم بنو سہم والے کہتے ہیں کہ اگر میں مسلمان ہوا تو وہ مجھے مار ڈالیں گے۔۔۔۔

(صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۲۵۰ اردو ترجمہ از مولانا داود راز)

انہوں نے جنگیں خاک لڑنی تھیں؟؟ یہ تو پہلے ہی گھر میں چھپے بیٹھے تھے۔خیر اب ہم آتے ہیں ذرا میدان احد کی طرف کے وہاں انکی شجاعت کیا کہتی ہے۔

ہم نے تفسیر دُر منثور جلد ۲ صفحہ میں سے سے روایت پیش کی تھی اپنے نوٹ میں کہ عمر صاحب احد سے بھاگ گئے تھے لیکن اس وقت شعیب حیدری صاحب کی طرف سے اعتراض آیا تھا کہ اس روایت کو امام سیوطی نے تفسیر طبری سے نقل کیا اور اسکا راوی ابو ہشام الرفاعی ضعیف ہے۔اسکا جواب بھی ہم نے دیا تھا کہ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ تفسیر طبری صحیح تفسیر ہے لیکن اس پر بھی اعتراض کیا گیا۔اب ہم اسکو ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

## (معرکہ احد)

عمر نے یوم جمعہ خطبہ دیا اور کہا۔۔۔۔۔۔جب غزوہ احد ہوئی تو ہم بھاگ گئے میں بھی بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا۔میں اپنے آپ کو یوں چھلانگیں لگاتا ہوا دیکھتا تھا جیسے پہاڑی بکرا ہوں۔

(تفسیر طبری جلد ۶ صفحہ ۱۷۲، تفسیر در منثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۲، کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۳۷۶)

## اس پر اعتراضات کا رد:

اس پر اعتراض کیا گیا کہ اسکا راوی ابو ہشام الرفاعی جسکا نام محمد بن یزید ہے وہ ضعیف تھا۔ سب سے پہلے ہم اس کی توثیق پر دلائل دیتے ہیں۔

امام ذہبی نے انہیں امام، فقیہ، حافظ اور علامہ جیسے القاب سے نوازا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بغداد میں قاضی تھے۔

(سیر اعلام النبلاء جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۳)

آگے لکھتے ہیں:

ان سے مسلم نے، ابن ماجہ نے، ترمذی نے۔۔ ابن خزیمہ نے احادیث لی ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۴)

یعنی اس راوی کا شمار ان چاروں کے مشائخ میں ہوتا ہے۔ اور ان میں سے صحیح ابن خزیمہ اور اور صحیح مسلم میں بمطابق اہل سنت تمام روایات صحیح ہیں۔ تو جب اس راوی کا شمار انکے ان محدثین کے مشائخ میں ہوتا ہے تو بھلا اس پر جرح کیسے ہوگی؟؟

امام یحی بن معین سے ابو ہشام کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس سے حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(سیر اعلام النبلاء جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۴، تاریخ بغداد جلد ۴ صفحہ ۵۹۷)

امام ابن حبان نے اسے ثقات میں شمار کیا ہے۔

(ثقات ابن حبان جلد ۹ صفحہ ۱۰۹)

اور امام ابن حبان کی توثیق کیا معنی رکھتی ہے یہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں۔ صرف انہیں کی توثیق ہی

ناصبیوں پر حجت ہو جانی چاہیئے۔

طلحہ بن محمد بن جعفر کہتے ہیں کہ ابو ہشام بغداد کے قاضی تھے اور یہ قرآن، حدیث، فقہ کے عالم تھے۔

(سیر اعلام النبلاء جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۴)

عجلی کہتے ہیں کہ ان سے حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(سیر اعلام النبلاء جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۴)

احمد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ان سے حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(تاریخ بغداد جلد ۴ صفحہ ۵۹۷)

برقانی کہتے ہیں کہ رفاعی ثقہ ہے اور میں نے دارقطنی کو حکم دیا ہے کہ اپنی صحیح میں اس سے روایات لے۔

(تاریخ بغداد جلد ۴ صفحہ ۵۹۷)

عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ ابو ہشام اچھے خُلق کے مالک تھے اور قرآن کے قاری تھے۔

(تاریخ بغداد جلد ۴ صفحہ ۵۹۷)

ان دلائل سے ثابت ہے کہ ابو ہشام الرفاعی ثقہ راوی تھا اور ان ناصبیوں میں وہ امام کی حیثیت رکھتا تھا۔

## امام سیوطی کی تصحیح:

امام سیوطی نے اسے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے جو اسکی صحت کی دلیل ہے کیونکہ خود امام سیوطی نے اپنی تفسیر درمنثور کے مقدمہ صفحہ ۲۵ پہ لکھا ہے کہ میں نے اپنی تفسیر میں وہی روایات نقل کی ہیں جو عالی الاسناد ہیں۔

یعنی یہ روایت بھی عالی السند ہے اس پر ناصبیوں کی جرح فضول ہے۔

## کچھ اور شواہد:

ابن اسحٰق کہتے ہیں انس بن نفر انس بن مالک کے چچا کا گذر طلحہ بن عبید اللہ اور عمر بن خطاب اور مہاجرین اور انصار کے چند لوگوں کے پاس ہوا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے انس نے ان سے کہا تم لوگ کیوں بیٹھے ہوئے ہو انہوں نے کہا کہ محمدؐ قتل ہو گئے اب ہم کیا کریں۔

(سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۰ اردو)

اس سے بھی ثابت ہے کہ یہ لوگ پہاڑ پر بیٹھے تھے کیونکہ میدان جنگ میں بیٹھنا تو ممکن ہی نہیں اور یہ لوگ پہاڑ پر ہی چھپے بیٹھے تھے۔

امام فخر الدین رازی نے خود اعتراف کیا ہے کہ عمر صاحب احد میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ وہ لکھتے ہیں:

ومن المنهزمين عمر. (اور بھاگنے والوں میں عمر بھی تھا)

(تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۱۵۲ امام رازی)

ان دلائل سے مکمل طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جناب عمر صاحب احد میں بھاگ کھڑے ہوئے۔

## (معرکہ خیبر)

بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ نبی پاکؐ نے خیبر کے قلعے میں علم عمر بن خطاب کو دیا۔ کچھ لوگ انکے ساتھ ہو کر قلعے پر حملہ آور ہوئے۔ اہل خیبر نے انکا مقابلہ کیا عمر اور انکے ہمراہی پسپا ہو کر رسولؐ کے پاس پلٹ آئے یہاں تک کہ عمر کے ہمراہی عمر کو اور عمر اپنے ہمراہیوں کو بزدل ٹھہرانے لگے۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۵ اردو)

یہی روایت مُسند احمد جلد ۳۸ صفحہ ۱۳۹ پر بھی موجود ہے اور محقق نے اسکی اسناد کو صحیح کہا ہے۔
یہی روایت دو اسناد سے مستدرک الحاکم جلد ۳ صفحہ ۴۳ پر موجود ہے اور امام حاکم نے اسکی اسناد کو صحیح کہا ہے۔
یہی روایت کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۴۶۲ میں مولا علیؑ سے مروی ہے اور علامہ متقی ہندی نے خود اسکی اسناد کو حسن کہا ہے۔
لہذا اس صحیح روایت سے ثابت ہے کہ یہ جناب خیبر میں بھی ثابت قدم نہ رہ سکے اسی وجہ سے نبی پاکؐ نے فرمایا تھا:
کل میں علم اسکو دونگا۔۔لیس بفرار جو فرار نہیں ہوگا۔
(کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۴۶۲ علامہ متقی ہندی)
اور خود علامہ متقی نے اسکی اسناد کو حسن کہا ہے۔
اسی مضمون کی ایک روایت امام ہیثمی نے مجمع جلد ۶ صفحہ ۱۶۰ میں بھی نقل کی ہے جسکے الفاظ ہیں:
لاعطین رجلا لا یفر...
اب یہ اسکو عطا کرونگا جو فرار نہیں ہوگا۔
اور خود امام ہیثمی نے اسکے رجال کو ثقات کہا ہے۔
لہذا یہ جناب خیبر سے بھی فرار نظر آتے ہیں اور ان پر بزدلی کا خطاب بھی لگ گیا۔

## (معرکہ حنین)

حنین میں بھی یہ حضرت فرار ہی نظر آئے۔لیکن ناصبیوں نے اس روایت کا دفاع کرنے کی بھی کوشش کی جسکا جواب ہم انشاءاللہ دینگے۔

ابوقتادہ سے روایت ہے کہ حنین کے دن۔۔۔۔مسلمان بھاگ نکلے اور میں بھی انکے ساتھ بھاگ پڑا لوگوں میں عمر بن خطاب بھی نظر آئے۔تو میں نے ان سے پوچھا کہ لوگ بھاگ کیوں رہے ہیں؟انہوں (عمر) نے فرمایا کہ اللہ کا یہی حکم ہے۔۔

(صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۵۴۹ اردو)

## ناصبیوں کے جواب کا رد:

ناصبیوں کی طرف سے اس پر یہ جواب آیا کہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عمر بھی بھاگ رہے تھے کیونکہ انکو فقط لوگوں کے بیچ دیکھا گیا۔تو ہم ان ناصبیوں کو کہتے ہیں کہ جب بھاگنے والوں نے عمر سے پوچھا کہ لوگ کیوں بھاگ رہے ہیں تو عمر نے کہا کہ اللہ کا یہی حکم ہے تو پھر اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ خود عمر نے کہا کہ اللہ کا حکم ہے کہ بھاگ جاؤ اور خود اللہ کے حکم کی مخالفت کر رہے ہیں؟؟؟لوگوں کو بھگا کر خود اللہ کے حکم کی نافرمانی؟؟؟وائے ہے جناب آپکی عقلوں پر کہ عمر صاحب بھاگنے کو حکم خدا سے تعبیر کر رہے ہیں اور یہ جناب کہہ رہے ہیں کہ وہ بھاگے نہیں۔تو پھر حکم خدا کا انکاری کافر ہوتا ہے۔اب یا تو عمر صاحب فراری تھے یا پھر کافر تھے۔فیصلہ ناصبیوں پر چھوڑتے ہیں۔

## (معرکہ حدیبیہ)

یہ جناب حدیبیہ میں بھی بزدل ہی نظر آتے ہیں۔جس پر بڑا اہم واقعہ پیشِ نظر ہے کہ جب نبی پاکؐ نے صلح کی شرائط تیار کرلیں تو کسی کو قریش مکہ کی طرف بھیجنا چاہا تا کہ ان تک وہ شرائط پہنچائی جائیں چنانچہ آپؐ نے عمر صاحب کو جب وہاں جانے کا فرمایا تو عمر صاحب نے جواب دیا:

یارسول اللہ مجھ کو قریش سے اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ وہ میری عداوت کے حال سے واقف ہیں

کہ میں جس قدر ان پہ سختی کرتا ہوں اور میری قوم بنی عدی میں سے کوئی بھی وہاں نہیں جو مجھے بچالے

(سیرت ابن ہشام جلد۳ صفحہ۱۰۳ اردو، سیرت حلبیہ جلد۵ صفحہ۲۷ اردو،

تاریخ طبری جلد۲ صفحہ۲۵۳ اردو، البدایہ والنہایہ جلد۴ صفحہ۱۳۸،

مدارج النبوۃ جلد۲ صفحہ۲۶۲)

یہاں حدیبیہ میں بھی یہ حضرت جان کے خوف سے بھاگتے ہوئے نظر آئے۔

## خلیفہ سوئم عثمان صاحب کی شجاعت

یہ حضرت بھ جنگ احد سے بھاگے اور تین دن بعد واپس آئے۔ اس سے پہلے ہم نے مدارج النبوت کا حوالہ دیا تھا لیکن اسکی سند مانگی گئی تو سند پیشِ خدمت ہے:

**وقال الاموی فی مغازیه عن ابن اسحاق حدثنی یحی بن عباد عن ابیه عن جده سمعت رسول الله: وقد کان الناس انهزموا عنه حتی بلغ بعضهم الی المنقی ..وفر عثمان بن عفان...فاقاموا ثلاثا ثم رجعوا...**

رسول اللہ نے فرمایا کہ جب لوگ انکو چھوڑ کر احد میں بھاگ گئے تو ان میں سے کچھ منقی (احد اور مدینہ کے بیچ ایک جگہ) میں بھاگ گئے اور عثمان بھی بھاگ گئے اور تین دن وہاں رہے اور پھر واپس آئے۔

(البدایہ والنہایہ جلد۵ صفحہ۳۹۱ عربی)

یہی بات تاریخ طبری جلد۲ صفحہ۱۸۶ پر بھی درج ہے اور مدارج النبوت جلد۲ صفحہ۱۶۱ پر بھی ہے۔

یہی تفسیر طبری جلد۶ صفحہ۱۷۴ پر بھی ہے۔

اور اسی کا اقرار خود امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر جلد۹ صفحہ۵۲ میں بھی کیا ہے۔

اسکا ذکر بخاری میں بھی موجود ہے روایت کا کچھ حصہ پیشِ خدمت ہے:

ایک صاحب بیت اللہ کے حج کے لئے آئے۔۔۔اور ابن عمر سے پوچھا کہ کیا آپکو معلوم ہے کہ غزوہ احد کے موقعہ پر فرار اختیار کی تھی؟ ابن عمر نے کہا ہاں۔۔

(صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۳۹۶ اردو)

لہذا ان حضرت کا بھی احد سے فرار ہو جانا ثابت شدہ بات ہے۔ آگے ہم ناصبیوں کے دلائل دیکھتے ہیں جو انہوں نے ان تینوں کو بچانے کے لئے دیئے۔

## (ناصبیوں کے دلائل کا علمی جائزہ)

### اعتراض نمبر ۱:

سب سے پہلے انہوں نے لکھا کہ اگر اسکو صحیح مان لیا جائے تو مولا علیؑ پر بھی الزام آئیگا کہ وہ بھی جنگ سے بھاگے اور سب سے پہلے واپس آنے والوں میں ابو بکر تھے۔

### جواب:

سب سے پہلے تو ناصبی مولا علیؑ کا میدان سے ہٹنا ثابت کریں پھر یہ بات کریں فقط قیاس آرائیوں سے کام نہ چلائیں۔ کیونکہ ابو بکر صاحب کا کہنا ہے کہ بھگوڑوں میں سے سب سے پہلے واپس آنے والوں میں سے میں تھا لیکن پھر بھی انکی تسلی کے لئے ہم انکو بتاتے جائیں کہ سیرت ابن ہشام میں ایک لسٹ موجود ہے کہ جو جو مشرکین احد میں قتل کئے گئے اور جن جن کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ اس ساری لسٹ میں ابو بکر عمر کے ہاتھوں ایک بھی مشرک نہیں مرا۔ جبکہ مولا علیؑ کے ہاتھوں کافی سارے واصل جہنم ہوئے۔ مثلا: طلحہ بن ابی طلحہ مشرکوں کا علمبردار جسے مولا علیؑ نے قتل کیا، بعض کے نزدیک ابو یزید کو بھی مولا نے قتل کیا، عبداللہ بن حمید کو بھی مولا نے قتل کیا، ابو الحکم بن اخنس کو

بھی مولا نے قتل کیا، ابوامیہ بن ابوخزیفہ کومولا نے قتل کیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد۳ صفحہ ۱۴۶ اردو)

لہذا مولا کے ہاتھوں مشرکوں کا قتل ہونا ثابت ہے لیکن ابوبکر عمر کے ہاتھوں؟؟؟ وہ قتل تو تب کرتے یا مارتب کھاتے جب میدان میں موجود ہوتے۔ جب میدان میں ہی نہیں تھے تو اس لسٹ میں انکا نام کیسے آسکتا ہے؟؟

**اعتراض نمبر ۲:**

آگے انہوں نے کہا کہ شیخین کا احد میں موجود ہونا صحیح روایت سے ثابت ہے:

جنگ احد میں جنگ کے خاتمہ کے موقعہ پر ابوسفیان نے پوچھا کہ کیا تم میں نبی پاکؐ، ابوبکر، عمر ہیں؟ تو عمر نے انہیں جواب دیئے۔

اس سے ثابت ہے کہ یہ آپؐ کے ساتھ تھے۔

**جواب:**

ہماری گزارش ہے کہ اگر اسکو آنکھیں کھول کر پڑھا ہوتا تو اس سے کبھی استدلال نہ کرتے۔ بمطابق ناقلین یہ احد کے خاتمہ کے اوقات کا واقعہ ہے۔ نہ کہ جنگ کے دوران۔ خاتمہ پر تو ساتھ آنا ہی تھا۔ جنگ کے دوران ثابت قدم رہنا ثابت کریں حضرت۔ جو کہ ہم دکھا چکے ہیں ابوبکر صاحب کہتے ہیں کہ بھگوڑوں میں سے سب سے پہلے آنے والوں میں سے میں تھا۔ عمر صاحب پہاڑ پر چڑھ کر بیٹھ رہے۔ بعد کی بات نہ کریں جنگ کے دورانیہ کی بات کریں۔

## آیات قرآنی سے استدلال پر کچھ جوابات:

آگے جناب نے سورہ آل عمران کی آیت ۱۵۵ پیش کی کہ احد کے بھگوڑوں کو معاف کر دیا گیا۔
ہم اس سے پچھلی آیات کا بھی مکمل سیاق وسباق نقل کرتے ہیں اور پھر کچھ باتیں انکی نذر کرتے ہیں۔

## اللہ نے فرمایا:

سو اگر آپؐ کا انتقال ہو جاوے یا آپؐ شہید ہو جاویں تو کیا تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟۔۔۔ تم میں سے بعض وہ شخص تھے جو دنیا چاہتے تھے اور بعض تم میں وہ تھے جو آخرت کے طلبگار تھے۔۔ وہ وقت یاد کرو کہ جب تم چڑھے چلے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے کی جانب سے تم کو پکار رہے تھے۔۔۔ اور ایک جماعت وہ تھی کہ انکو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی وہ لوگ اللہ کے ساتھ خلاف واقع خیالات کر رہے تھے جو کہ محض حماقت کا خیال تھا۔۔ اور جو کچھ ہوا اسلئے ہوا تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات کی آزمائش کرے اور تا کہ تمہارے دلوں کی بات کو صاف کر دے۔۔ یقیناً تم سے جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی۔۔ انکو شیطان نے لغزش دے دی انکے بعض اعمال کے سبب اور یقین سمجھو کہ اللہ نے انکو معاف فرما دیا۔
(پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۴۴ تا ۱۵۵ ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی)

## اس آیت کے کچھ قابل غور نکات:

ناصبی اس آیت سے خلفاء کو بچاتے ہیں کہ اللہ نے انکو معاف کر دیا لیکن اگر ان ساری آیات کو دیکھا جائے تو اس میں فضیلت ہے یا فضیحت؟؟؟

۱۔ ان لوگوں کے مرتد ہونے کا خطرہ۔

۲۔ یہ بھگوڑے دنیا کے طالب تھے۔

۳۔ یہ بھاگ رہے تھےاور رسول آوازیں دے رہے تھے۔

۴۔انکواپنی جان کی فکرتھی۔

۵۔ یہ اللہ کے خلاف باتیں سوچ رہے تھے۔

٦۔ یہ انکی حماقت تھی یعنی یہ احمق تھے۔

۷۔انکے باطن کی آزمائش کی گئی۔

( کچھ مفسرین نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ آزمائش کی گئی کہ مومن کون اور منافق کون )

یعنی ان میں نفاق بھی تھا۔

۸۔انکوشیطان نے لغزش دی تھی یعنی انہوں نے شیطانی عمل کیا۔

اب اگر اسکو تسلیم بھی کرلیا جائے کہ انکو معافی ہوگئی تھی تو یہ باقی نکات جوانہیں آیات سے ثابت ہو رہے ہیں انکا کیا ہوگا؟؟اللہ کا معاف کردینا انکی فضیلت ہے؟؟؟

ایک مزید آیت اسی سورہ کی ہے جو کہ آیت نمبر ۱٦۷ ہے اس میں اللہ نے فرمایا:

اور وہ مصیبت جو پہنچی تھی تمہیں اس روز جب مقابلہ کو نکلے تھے دونوں لشکر تو وہ اللہ کے حکم سے پہنچی تھی اور (مقصد یہ تھا) کہ اللہ دیکھ لے مومنوں کو اور انکو جو نفاق کرتے تھے۔

(ترجمہ پیر کرم شاہ ازہری در تفسیر درمنثور)

یعنی اللہ نے ایسا کیا ہی اسلئے تا کہ منافقوں کا نفاق ظاہر ہو جائے جو کہ بخوبی ہوا۔لہذا ان لوگوں کا احد سے فرار ہونا انکے نفاق کی نشانی بن گئی۔علاوہ ازیں خیبر، حنین، صلح حدیبیہ میں بھی انکا فرار ہی نظر آیا۔

اور یہ بات صحیح احادیث اور قرآن میں بھی آئی ہے جنگ سے بھاگنے والا جہنمی ہے۔

سورہ الانفال کی آیت ۱۵،۱۶ میں جنگ سے بھاگنے والوں کو جہنمی قرار دیا گیا۔
پارہ ۲۶ سورہ فتح ۱۶ میں جنگ سے پھر جانے والوں کو عذاب کی بشارت دی گئی۔
علاوہ ازیں تفسیر درمنثور میں سورہ الانفال کی آیت ۱۵،۱۶ کی تفسیر میں بے شمار احادیث ہیں جن میں بھگوڑوں کو جہنمی کہا گیا ہے۔
تو اب اگر احد میں معافی ہوگئی تو حنین، خیبر، حدیبیہ کی معافی کہاں ہے؟؟ بلکہ سورہ فتح میں تو نبی پاک ؐ کی بیعت کرنا موجود ہے کہ سب لوگوں نے نبی پاک کے ہاتھ پر بیعت کی کہ بھاگیں گے نہیں لیکن پھر بھی حنین میں فرار ہو گئے۔۔

## (نتیجہ)

اس بحث کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ بھگوڑے تھے اور بھگوڑے کبھی اللہ کے قریبی نہیں ہوتے۔وہ کیسے؟ اللہ نے فرمایا:
بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اسکی راہ میں لڑتے ہیں صف باندھ کر سیسہ پلائی کی دیوار کی طرح۔ (پارہ ۲۸ سورہ الصّف آیت ۴)
یہ آیت اس بات کی شاہد ہے کہ اللہ اسی کو دوست رکھتا ہے جو میدان میں ڈٹ کر لڑے اسے پیروں کی جگہ فراری کے ٹائر نہ لگے ہوں۔اب احد میں معافی ملنا بھی انکی شان نہیں بڑھاتا بلکہ اسکے بعد بھی ان لوگوں نے فرار اختیار کیا جو کہ انکے منافق ہونے کی تصریح ہے۔اور انکے جہنمی ہونے کی اعلیٰ دلیل ہے۔

(طالب دعا)

# الإحسان

في تقريب

# صحيح ابن حبان

تأليف

الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي
المتوفى سنة ٧٣٩ هـ

المجلد الخامس عشر

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط

مؤسسة الرسالة

٦٩٨٠ ـ أخبرنا محمدُ بنُ إسحاق بن إبراهيم مولى ثقيف، حدثنا إسماعيلُ بن أبي الحارث، حدثنا شَبَابَةُ بنُ سَوَّار، عن إسحاقَ بنِ يحيى بنِ طلحة، حَدَّثنا عيسى بنُ طلحة

---

= وأخرجه ابن سعد ٣/٢١٨، وابن أبي شيبة ١٢/٩١، وأحمد في «المسند» ١/١٦٥، و«الفضائل» (١٢٩٠)، والترمذي (١٦٩٢) في الجهاد: باب ما جاء في الدرع، و(٣٧٣٨) في المناقب: باب مناقب طلحة بن عبيد الله رضي الله عنه، وابن أبي عاصم (١٣٩٧)، وأبو يعلى (٦٧٠)، والحاكم ٣/٣٧٣ ـ ٣٧٤ و ٣٧٤، والبيهقي في «السنن» ٦/٣٧٠ و ٩/٤٦، والبغوي (٣٩١٥) من طرق عن ابن إسحاق، به. وبعضهم يزيد فيه على بعض، ولم يذكر واحد منهم في الحديث قصة علي بن أبي طالب والمهراس، وقال الترمذي: حسن صحيح غريب لا نعرفه إلا من حديث محمد بن إسحاق، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي!.

وأما قصة علي بن أبي طالب والمهراس، فقد ساقها ابنُ إسحاق في «سيرته» ص ٣١٠ ـ ٣١١، وعنه ابن هشام ٣/٩٠ ـ ٩١ بدون إسناد.

وقد روي قولُه ﷺ: «اشتد غضب الله على من دمّى وجه رسول الله ﷺ» عن ابن عباس عند أحمد ١/٢٨٨، والبخاري (٤٠٧٤) و (٤٠٧٦).

وقوله: «أوجب طلحة»: أي: عمل عملاً أوجب له الجنة.

والمِهْرَاسُ، قال نور الدين علي بن عبد الله السَّمْهودي ـ مفتي المدينة المنورة ومؤرخها ـ في «وفاء الوفا» ٢/٣٧٩: مهراس: ماء بجبل أحد، قاله المبرّد، وهو معروف في أقصى شِعب أحد، يجتمع من المطر في نقر كبار وصغار، والمِهْراس اسم لتلك النقر.

والدَّرَقة: التُّرس من جلد بلا خشب ولا عَقِب.



عن عائشة قالت: قال أبو بكر رَضِيَ الله عنه: لما صُرِفَ النَّاسُ يومَ أحدٍ عَنْ رسولِ الله ﷺ كنتُ أوَّلَ مَنْ جاءَ النبيَّ ﷺ، قَالَ: فجعلتُ أنظُرُ إلى رجلٍ بينَ يَدَيْهِ يُقاتِلُ عنهُ ويَحميهِ، فجعلتُ أقولُ: كُنْ طَلْحةَ فِدَاكَ أبي وأمي، مرتين، قال: ثُمَّ نظرتُ إلى رجلٍ خَلْفِي كأنهُ طائرٌ، فلمْ أَنْشَبْ أنْ أدْرَكَني، فإذا أبو عبيدة بنُ الجرَّاح، فدَفَعْنا إلى النبيِّ ﷺ، وإذا طلحةُ بينَ يديه صَرِيعٌ، فقالَ ﷺ: «دُونَكُمْ أخوكُمْ، فقدْ أوجَبَ».

# الإحسان

في تقريب

# صحيح ابن حبان

تأليف

الحافظ الإمام العلامة أبي حاتم محمد بن حبان البستي
المتوفى سنة ٣٥٤هـ

بترتيب

الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي
المتوفى سنة ٧٣٩هـ

## المجلد الأول

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط

مؤسسة الرسالة

الباطنة، لأنَّ المُراد بالباطنة ما في نفس الأمر، وهذا هو المستورُ، والمختارُ قَبولُه، وبه قطع سُليم الرازي. قال ابنُ الصلاح: ويُشبه أن يكون عليه العملُ في كثير من كتب الحديث المشهورة فيمن تقادم العهدُ بهم، وتعذَّرت الخبرةُ الباطنةُ لهم.

وقال مثلَه السخاويُّ أيضاً في «شرح الألفية» ١/٣٢١ و٣٢٣ و٣٤٧.

وفوق ما تقدم من أقوال الأئمة التي تُعَزِّزُ رأي ابنِ حبان في توثيق المستور، فإن التوثيقَ الذي أخذ به ابنُ حبان في «صحيحه» هذا أقوى بكثير من توثيقِهِ في كتابه «الثقات»، ويتبيَّن ذلك من مقدمته التي تُبين كيف كان يجتهد في توثيق الرواة أو تضعيفهم، ويُزاحم الكبار في ذلك، ويعتمد الحُجة في الرد على من يخالفه، كما فعل في نقاشه مع حافظ الزمان الإمامِ البخاري مما سيردُ في المقدمة، ولئن كان في كتابه «الثقات» ينفردُ بتوثيق المجاهيل، فإنه في «صحيحه» هذا قد وافق الجمهورَ في أكثر من تسعين بالمئة من توثيقه، وهنا تكمن أهميةُ هذا الكتاب، إذ تبيَّن من دراسة أسانيده أنَّ الكثرة الغالبةَ منها إنما هي على شرط الشيخين، علاوةً على أنَّ الشيوخ ــ الواحد والعشرين ــ الذين عوَّل عليهم أكثر من غيرهم وأدار عليهم رواية السنن؛ هُم من أثبت الشيوخ وأتقنهم، كما يُعلم من تراجمهم المُوجزة التي عرضْتها في بحث «شيوخه»، وهذا ما جعل هذا الكتاب يتبوأ منزلةً رفيعةً بين كتب الصحاح، إذ جمع من الأحاديث ما كان في أعلى درجات الصحة، وهي شرط الشيخين.

## منزلته بين الصحاح:

إنَّ الشروط التي التزمها المؤلف ووفّى بها، جعلت الأئمةَ يحكُمون على الحديثِ بالصحة، لمجرد روايتِهِ في «صحيحه»، فقال ابنُ الصلاح[1]: ويكفي مجردُ كونِه موجوداً في كتب من اشترط منهم الصحيح فيما جمعه، ككتاب

(١) في «علوم الحديث» ص ٢١ تحقيق الدكتور نورالدين عتر.

ابنِ خزيمة. . قال ابنُ حجر في «النكت الظراف»[1]: وفي ذلك نظرٌ، لأنهما (أي ابن خزيمة وابن حبان) ممن لا يرى التفرقةَ بين الصحيح والحسن، بل عندهما أنَّ الحسن قسمٌ من الصحيح لا قسيمه.

وقال العراقي في «شرح ألفيته»[2]: ويُؤخذ الصحيحُ أيضاً من المصنَّفات المختصة بجمع الصحيح فقط، كصحيح أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة، وصحيح أبي حاتم محمد بن حبان البُسْتي المُسَمَّى بالتقاسيم والأنواع، وكتاب «المستدرك على الصحيحين» لأبي عبدالله الحاكم على تساهل في «المستدرك».

وقال السيوطي في مقدمة «جمع الجوامع»: ورمزتُ للبخاري (خ)، ولمسلم (م)، ولابن حبان (حب)، وللحاكم في «المستدرك» (ك)، وللضياء المقدسي في «المختارة» (ض)، وجميع ما في هذه الكتب صحيح، فالعزو إليها معلم بالصحة، سوى ما في «المستدرك» من المُتَعَقَّب، فأُنبه عليه، وكذا ما في «موطأ» مالك، و«صحيح» ابن خزيمة، وأبي عوانة. . . فالعزو إليها معلم بالصحة.

فإن عُدَّ كتابُ ابنِ حبان من كُتُب الصحاح، فما هي منزلتُه بينها، وما هو موقعُه منها؟

إنَّ من الواضح أولاً والمُتفق عليه أنه أعلى من «مستدرك» الحاكم، وخيرٌ منه، نصَّ على ذلك غيرُ واحد من الأئمة، قال العمادُ بنُ كثير في «اختصار علوم الحديث» ص ٢٦: قد التزم ابنُ خُزيمة وابنُ حِبّان الصحة، وهما خيرٌ من «المستدرك» بكثير، وأنظفُ أسانيد ومتوناً. وقال السيوطي في «تدريب الراوي»: فالحاصلُ أنَّ ابنَ حِبّان وفَى بالتزام شُروطه ولم يُوَفِّ الحاكم. وقال

---

(١) ١/٢٩٠.

(٢) ١/٥٤.

الحازمي في «شروط الأئمة الخمسة» ص ٤٤: ابن حبان أمكنُ في الحديث من الحاكم. والحافظُ العراقي علَّق تحت قول ابنِ الصلاح في الحاكم: «وهو واسعُ الخطو في شرط الصحيح متساهلٌ في القضاء به... ويقارِبُه في حكمه صحيحُ ابنِ حبان البُسْتي»، فقال العراقي: وقد فهم بعضُ المتأخرين من كلامه ترجيحَ كتاب الحاكم على كتاب ابن حِبّان، فاعترضَ على كلامه هذا بأن قال: أما صحيحُ ابنِ حبان فمن عرف شرطه، واعتبر كلامه؛ عَرَفَ سُمُوَّه على كتاب الحاكم، وما فهمه هذا المُعترضُ من كلام المصنف ليس بصحيح، وإنما أراد أنه يُقارِبُه في التساهل، فالحاكمُ أشدُّ تساهُلاً منه» ونقل رَدَّ دعوى التساهل عند ابن حبان ابنُ حجر في «النكت» كما في «كشف الظنون» ٢/١٠٧٥، ففيه: هذا غير مُسَلَّم، وليس عند البُسْتي تساهل، وإنما غايتُه أنه يُسمي الحسن صحيحاً، فإنه وفَّى بالتزام شروطه، ولم يُوَفِّ الحاكم. ذكره البقاعي. وقد تقدم بسط ذلك في بحث شروط ابن حبان في «صحيحه».

وقال ابنُ حجر في «النكت على كتاب ابن الصلاح» ١/٢٩١: حكمُ الأحاديث التي في كتاب ابن خُزيمة وابنِ حبّان صلاحيةُ الاحتجاج بها لكونها دائرةً بين الصحيح والحسن، ما لم يظهر في بعضها علةٌ قادحة.

أما في المُوازنة والمُفاضلة بين صحيحي ابنِ حبان وابنِ خُزيمة، فلم يُنقل نصٌّ في ذلك عن أحدٍ من الأئمة سوى ما ذكره السيوطي في «تدريب الراوي» ١/١٠٩، قال: «صحيحُ ابنِ خزيمة» أعلى مرتبةً من «صحيح ابنِ حِبّان» لشدة تحريه، حتى إنه يتوقَّفُ في التصحيح لأدنى كلامٍ في الإسناد، فيقول: إنْ صح الخبر، أو إنْ ثبت كذا، ونحو ذلك.

وأقول: إنَّ ما ذهب إليه السيوطي لا يُسَلَّمُ له، إذ إنَّ صنيع ابنِ خُزيمة هذا يدلُّ على أنه أدرج في «صحيحه» أحاديثَ لا تصح عنده، ونبَّه على بعضها، ولم يُنَبِّه على بعضها الآخر، ويتبيَّن ذلك بجلاء من مراجعة القسم المطبوع من «صحيحه» ففيه عددٌ غير قليل من الأسانيد الضعيفة، بالإضافة إلى

أن عدداً لا بأس به من أحاديثه لا يرتقي عن رتبة الحسن، فأين هو من «صحيح» ابن حبان الذي غالبُ أحاديثه على شرط الصحيح، كما سيتبين لك في الكتاب.

ويظهر هنا فسادُ قولِ من قال: غالبُ «صحيح» ابنِ حِبّان منتزعٌ من «صحيح» شيخه ابنِ خزيمة[1]. فكيف يأخُذه منه وهو أضبطُ وأدقُّ منه في شرط الصحيح، بل إن ابن حبان رُبّما فاق شيخَه ــ إن لم نَقُلْ قد فاقَه فعلاً ــ في علم الحديث، وقد ألّف كُتُباً في التراجم للثقات والضعفاء تشهد أنه أَخْبَرُ منه في هذا الباب، وابنُ خُزيمة لا يعدو أن يكون واحداً من أساتذته الذين أخذ عنهم، وانتفع بعلمهم، فهو لا شك يعد ممن أسهموا في إنضاج ابن حبان، ولكنه ليس كل شيء فيه.

ثم هذا «صحيح» ابن حبان؛ فيه ٧٤٩٥ حديثاً، لم يرو فيه عن شيخه ابنِ خُزيمة سوى ٣٠١ حديثاً، فكيف يكونُ غالبُ كتابِه منتزعاً من كتاب شيخه؟!

إن «صحيح» ابن حبان أعلى مرتبة من «صحيح» شيخه ابن خزيمة، بل إنه ليزاحم بعضَ الكُتُب الستة، ويُنافس بعضها في درجته، قال السخاوي في «فتح المغيث» ١/٣٦: وكم في كتاب ابنِ خُزيمة أيضاً من حديث محكوم منه بصحته، وهو لا يرتقي عن رتبة الحسن، بل وفيما صححه الترمذيُّ من ذلك جملةً، مع أنه ممن يُفَرق بين الصحيح والحسن.

وقال ابنُ العماد في «الشذرات» ٣/١٦: وأكثر نُقّاد الحديث على أن «صحيحه» أصحُّ من «سنن» ابن ماجة.

فإذا عرفنا بعد ذلك أنَّ غالب «صحيح» ابنِ حبان على شرط الشيخين،

---

(١) نقل هذا القولَ الإمامُ محمد بن إسماعيل الأمير الصنعاني في كتاب «توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار» عن ابن الملقن.

# تدريب الراوي

في

# شرح تقريب النواوي

تأليف


الحافظ جلال الدين السيوطي

رحمه الله

٨٤٩ - ٩١١ هـ


حققه

أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي


طبعة مزيدة ومنقحة

الجزء الأول

مكتبة الكوثر

..... ويُقَارِبُه في حُكْمِهِ صحيح أبي حاتِم ابْنِ حبَّانَ .

---

ووافقه العراقي[1] وقال : ( إن حكمه عليه بالحسن فقط تحكم ) ، قال : إلا أن ابن الصلاح قال ذلك بناء على رأيه : أنه قد انقطع التصحيح في هذه الأعصار ، فليس لأحد أن يصححه ، فلهذا قطع النظر عن الكشف عليه .

والعجب من المصنف كيف وافقه هنا مع مخالفته له في المسألة المبني عليها كما سيأتي ، وقوله : فما صححه ، احتراز مما خرّجه في الكتاب ولم يصرح بتصحيحه فلا يعتمد عليه[2] .

( [3] ويقاربه ) أي صحيحَ الحاكم ( في حكمه صحيحُ أبي حاتم ابن حبان ) ( ق ٣١/ب ) قيل : إن هذا يُفهم ترجيحَ كتابِ الحاكم عليه ، والواقع خلاف ذلك .

قال العراقي[4] : وليس كذلك ، وإنما المراد أنه يقاربه في التساهل ، فالحاكم أشد تساهلاً منه .

قال الحازمي[5] : ابن حبان أمكن في الحديث من الحاكم .

قيل : وما ذكر من تساهل ابن حبان ليس بصحيح ؛ فإن غايته أنه يسمي الحسن صحيحا ، فإن كانت نسبته إلى التساهل باعتبار وجدان الحسن في كتابه ، فهي مشاحة في الاصطلاح ، وإن كانت باعتبار خفة شروطه ، فإنه يخرّج في الصحيح ما كان راويه ثقة غيرَ مدلس ، سمع من شيخه ، وسمع منه الآخذ عنه ، ولا يكون هناك إرسال ، ولا انقطاع ، وإذا لم يكن في الراوي جرح ولا تعديل ، وكان كل من شيخه والراوي

---

(١) التقييد والإيضاح ص ٣٠ .
(٢) لا يوجد في ح .
(٣) ف زيادة « عما » .
(٤) التقييد والإيضاح ص ٣١ .
(٥) شروط الأئمة الخمسة ص ٣٧ .

# الرفع والتكميل

## في

# الجرح والتعديل

للإمام أبي الحسنات محمد عبد الحي اللكنوي الهندي
ولد ١٢٦٤ وتوفي ١٣٠٤ هـ
رحمه الله تعالى

---

حققه وخرج نصوصه وعلق عليه
عبد الفتاح أبو غدة

مكتبة ابن تيمية
القاهرة ـ مصر

أو يكونُ في الاسناد شيخٌ مُدلِّسٌ لم يبيِّن سماعَ خبره ممن سَمِعَ منه . فاذا وُجِدَ الخبرُ متعرِّياً عن هذه الخصال الخمس فانه لا يجوز التنكبُ عن الاحتجاج به . انتهى .

وقال في أوّل كتاب تَبَع التابعين : إنما نُملي أسماء الثقات منهم وأنسابَهم وما يُعْرَفُ من الوقوف على أنبائهم في هذا الكتاب على الشَّرْط الذي ذكرناه ، فكلُّ خبرٍ وُجِدَ من رواية شيخ ممن أذكره في هذا الكتاب فهو خبرٌ صحيح اذا تعرَّى عن الخصال الخمس التي ذكرناها . انتهى .

وقد نَسَبَ بعضُهم التساهلَ إلى ابن حِبّان ، وقالوا : هو واسعُ الخَطْو في باب التوثيق ، يوثِّق كثيراً ممَّنْ يستحقُّ الجَرْح . وهو قولٌ ضعيف ، فانك قد عرفتَ سابقاً[1] : أنَّ ابن حِبّان ممدودٌ ممن له تعنُّتٌ وإسرافٌ في جَرْح الرجال ، ومَنْ هذا حالُه لا يمكن أن يكون متساهلاً في تعديل الرجال ، وإنما يقعُ التعارضُ كثيراً بين توثيقِه وبين جرحِ غيره لكفايةِ ما لا يكفي في التوثيق عند غيره عنده .

قال السيوطي في « تدريب الراوي[2] » تحت قول النووي :

---

(١) في ( ص ١١٧ - ١٢٠ ) .
(٢) : ( ص ٥٣ ) .

# فتح المغيث
## بشرح ألفية الحديث

تأليف الحافظ المؤرخ

شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي الشافعي
المتوفى سنة ٩٠٢ رحمه الله

دراسة وتحقيق

د. عبد الكريم بن عبد الله بن عبد الرحمن الخضير
د. محمد بن عبد الله بن فهيد آل فهيد

وبعدها مُثنَّاة فوقانية، نسبة لمدينة[١] من بلاد كابُل[٢] بين هَراة[٣] وغَزنة[٤]، وُصفَ بأنه (يداني) أي: يقارب (**الحاكما**) في التساهل، [وذلك يقتضي النظر في أحاديثه أيضاً، لأنَّه غيرُ متقيِّدٍ بالمُعَدَّلين، بل رُبَّما يُخرِّج للمجهولين، لا سيما ومذهبُه إدراجُ الحسن في الصحيح][٥].

مع أنَّ شيخَنا قد نازَعَ في نسبته إلى التَّساهل، إلَّا من هذه الحَيْثِيَّة، [وعبارته: إن كانت باعتبار وجدان الحسنِ في كتابه، فهي مشاحة في الاصطلاح، لأنَّه يُسَمِّيه صحيحاً، وإن كانت باعتبار خِفَّةِ شروطه، فإنَّه يُخَرِّجُ في الصحيح ما كان راويه ثقةً غيرَ مدلس، سمِعَ ممن فوقه، وسمِعَ منه الآخذ عنه، ولا يكون هناك إرسال ولا انقطاع، وإذا لم يكن في الراوي جرح ولا تعديل، وكان كلٌّ من شيخه والرَّاوي عنه ثقةً، ولم يأتِ بحديث منكر، فهو عنده ثقة[٦]، وفي كتاب «الثقات» له كثير ممن هذه حاله.

ولأجل هذا رُبَّما اعْتَرضَ عليه في جعلهم في الثقات من لم يَعْرِفْ اصطلاحه، ولا اعتراض عليه، فإنَّه لا يشاحح في ذلك.

---

(١) بست: مدينة حسنة، كثيرة الخضر والأنهار، وهي من البلاد الحارة.
«اللباب» لابن الأثير (١/ ١٢٢)، و«مراصد الاطلاع» لصفي الدين البغدادي (١/ ١٩٦).

(٢) كابل: بضم الموحدة ولام، تقع بين الهند وسجستان، وهي ذات مروج كثيرة.
كما في «معجم البلدان» (٤/ ٤٢٦ ـ ٤٢٧)، قلت: وهي عاصمة أفغانستان.

(٣) هراة: بالفتح مدينة عظيمة مشهورة من أمهات مدن خراسان، فيها بساتين كثيرة ومياه غزيرة، وخيرات كثيرة. «معجم البلدان» (٥/ ٣٩٦ ـ ٣٩٧).

(٤) غزنة: بفتح الغين المعجمة والزاي الساكنة المعجمة وفي آخره نون مفتوحة، بلدة من أول بلاد الهند. «الأنساب» للسمعاني (١٠/ ٣٥).

(٥) ما بين المعقوفين ليس في (ح)، وفيها مكانه ما نصه: (لأنه غير متقيد بشرطه الآتي في مراتب الصحيح، إذ ربما يخرج للمجهولين عيناً، بل وحالاً، بناء على مذهبه في أن من لم يعرف بجرح فهو عدل، حتى يتبين ضده، قال: لأنه لم يكلف الناس من الناس معرفة ما غاب عنهم، وإنما كلفوا الحكم للظاهر، ولكنه إنما يخرج حديث من يكون كذلك إذا كان كل من شيخه والراوي عنه ثقة، ولم يأت بحديث منكر، فضلاً عن كون مذهبه إدراج الحسن في الصحيح، وكلاهما مما يقتضي النظر في أحاديثه أيضاً.

(٦) انظر: شرط ابن حبان في مقدمة صحيحه (١/ ١١٢).

# ميزان الاعتدال

## في نقد الرجال

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

تحقيق

علي محمد البجاوي

دار المعرفة

بيروت. لبنان

عن أبي هريرة ـ مرفوعا : مَنْ قرأ يس في يومٍ أو ليلة ابتغاء وَجْهِ الله غفر الله له .

الساجي ، حدثنا سَهْل المسكرى ، حدثنا حبان بن أغلب بن تميم ، أنبأنا أبي ، أنبأنا ثابت البُنَانى ، عن أنس ـ مرفوعا : يُجاء بالإمام الجائر فتخاصمه الرعيةُ فيفلجوا عليه ، فيقال له : سُدّ عنا رُكْنا من أركان جهنم .

## [ أفلح ]

١٠٢٢ — أفْلَح بن حميد [م ، عو] المدنى . أبو عَبْدالرحمن . عن القاسم ، وأبى بكر بن حَزْم . وعنه ابن وهب والقَعْنَبِي وجماعة .

وثّقه ابن معين ، وأبو حاتم . وقال ابن صاعد : كان أحمد ينكر على أفْلح بن حميد قولَه : ولأهل العراق ذات عِرْق .

وقال ابن عدى ـ فى الكامل : هو عندى صالح .

وهذا الحديث يتفرد به المعافى بن عمران ، عن أفْلَح ، عن القاسم ، عن عائشة .

قلت : هو صحيح غريب .

١٠٢٣ — [صح]أفلح بن سَعِيد [ م ، س ] المدنى القُبَاثى . صَدُوق . روى عن عبد الله بن رافع مولى أم سلمة ، ومحمد بن كعب . وعنه ابن المبارك والمقدى وعِدّة.

وثّقه ابن معين . وقال أبو حاتم : صالح الحديث . وقال ابن حبان : يَرْوِى ، عن الثقات الموضوعات . لا يحلّ الاحتجاج به ولا الروايةُ عنه بحال

قلت : ابن حبان ربما قصّب[1] الثقة حتى كأنه لا يدرى ما يخرج من رأسه؛ ثم إنه / بيّن مستنده، فساق حديثَ عيسى بن يونس ، حدثنا أفْلَح بن سعيد ، عن عَبْد [١١٠] الله بن رافع ، عن أبى هريرة ـ مرفوعا : إن طالت بك مدةٌ فسترى قوما يَغْدون فى سخط الله ، ويَرُوحون فى لعنته ، يحملون سياطا مثل أذناب البقر ، ثم قال : وهذا بهذا اللفظ باطل .

وقد رواه سهيل ابن أبى صالح ، عن أبيه ، عن أبى هريرة ـ مرفوعا : اثنان من

(١) قصبه : عابه وشتمه (القاموس) .

# الإحسان

في تقريب

# صحيح ابن حبان

تأليف

الحافظ الإمام العلامة أبي حاتم محمد بن حبان البستي
المتوفى سنة ٣٥٤هـ

بترتيب

الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي
المتوفى سنة ٧٣٩هـ

## المجلد الأول

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط

مؤسسة الرسالة

**والثالث**: العقل بما يحدث من الحديث.

**والرابع**: العلم بما يحيل من معاني ما يروي.

**والخامس**: تعري خبره عن التدليس.

قال: فكلُّ من اجتمع فيه هذه الخصال الخمس احتججنا بحديثه، وبنينا الكتابَ على روايته، وكل من تَعَرَّى عن خصلةٍ من هذه الخصال الخمس لم نحتج به.

ثم بسط المؤلفُ كلامَه عن هذه الشروط، ودافعَ عن مَنهجه في التصحيح، وقد نُوزع في شرط العدالة كما نوزع في الجرح، إذْ عُدَّ من بين المتشدِّدين المتعنِّتين في الحكم على الرجال، الذين يجرحون الراوي بأدنى جرح، شأنُه في ذلك شأنُ النسائي وابنِ معين وأبي حاتم الرازي وابنِ القطان أبي الحسن علي بن محمد بن عبدالملك الفاسي، ويحيى بن سعيد القطان[1].

وقد أشار الأئمةُ إلى تشدُّده وتعنُّته في الجَرح، فقال الذهبي في «ميزان الاعتدال» في ترجمة أفلح بن سعيد المدني: «ابنُ حبان ربما قصَّب (أي جرح) الثقة، حتى كأنه لا يدري ما يخرجُ من رأسه» ونقل قوله هذا ابنُ حجر في «القول المُسَدَّد في الذب عن مُسند أحمد».

وقال الذهبي أيضاً في ترجمة سفيان بن عيينة: أما ابنُ حِبّان فأسرف واجترأ.

وقال في ترجمة عثمان بن عبدالرحمن الطرائفي: أما ابنُ حِبّان فإنه تقعقع كعادته.

وقال في ترجمة عارم محمد بن الفضل السدوسي بعد أن نقل توثيقَه عن

---

(١) انظر «الرفع والتكميل»، ص ١١٧.

# الموقظة

## في

# مصطلح الحديث

## للحافظ أبي عبد الله الذهبي

شرحه وعلق عليه

**عمرو عبد المنعم سليم**

دار أحد للنشر والتوزيع

توثيقه ، فإن رجع عنها وامتنع من روايتها وجوّز على نفسه الوهم ، فهو خير له وأرجح لعدالته ، وليس من حد الثقة : أنه لا يغلط ولا يخطيء ، فمن الذى يسلم من ذلك غير المعصوم الذى لا يُقَرُّ على خطأ ؟ .

## فصل

الثقة : من وثقه كثير ولم يضعف ، ودونه : من لم يوثق ولا ضعف .

فإن خرج حديث هذا في« الصحيحين» فهو موثق بذلك ، وإن صحح له مثل الترمذى وابن خزيمة فجيد أيضًا ، وإن صحح له كالدراقطنى والحاكم ، فأقل أحواله: حُسن حديثه .

وقد اشتهر عند طوائف من المتأخرين ، إطلاق اسم ( الثقة) على من لم يجرح، مع ارتفاع الجهالة عنه ، وهذا يسمى مستوراً ، ويسمى : محله الصدق ويقال فيه: شيخ.

وقولهم : ( مجهول ) ، لا يلزم منه جهالة عينه ، فإن جهل عينه وحاله ، فأولى أن لا يحتجوا به .

وإن كان المنفرد عنه من كبار الأثبات ، فأقوى لحاله ، ويحتج بمثله جماعة كالنسائى ،وابن حبان .

وينبوع معرفة ( الثقات) : تاريخ البخارى ، وابن أبى حاتم، وابن حبان ، وكتاب « تهذيب الكمال» .

# الإحسان

في تقريب

# صحيح ابن حبان

تأليف

الحافظ الإمام العلامة أبي حاتم محمد بن حبان البستي
المتوفى سنة ٣٥٤هـ

بترتيب

الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي
المتوفى سنة ٧٣٩هـ

## المجلد الأول

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط

مؤسسة الرسالة

الدارقطني: فهذا قولُ حافظ العصر الذي لم يأت بعد النَّسَائي مثلُه، فأين هذا القولُ من قولِ ابن حبان الخسَّاف المُتهور في عارم؟ وبعد أن أورد الذهبي قولَ ابنِ حبان، قال: ولم يقدر ابنُ حِبّان أن يَسوق له حديثاً مُنكراً، فأين ما زعم؟

وقال ابن حجر في «مقدمة فتح الباري» في ترجمة محمد بن أبي عدي البصري: أبو حاتم عنده عَنَت.

وقال التقي السُّبكي في «شفاء السقام» ص ٢٤: وأما قولُ ابنِ حبّان في النعمان: إنه يأتي عن الثقات بالطامات فهو مثلُ قولِ الدارقطني، إلا أنه بالغَ في الإنكار.

فوصفُ ابنِ حبان بأنّه من المُتعنِّتين في الجَرْح يُفضي في الجانب الآخر إلى القولِ بأهمية توثيقه، قال ابنُ حجر في «بذل الماعون في فضل الطاعون»: يكفي في تقويته (أي أبي بلج يحيى الكوفي) توثيقُ النسائي وأبي حاتم مع تشدُّدهما.

وذكر السخاويُّ في «فتح المغيث» أنَّ الذهبيَّ قَسَمَ من تَكَلَّم في الرجال أقساماً، فذكر منهم قسماً مُتعنِّتاً في الجَرْح، مُتثبِّتاً في التعديل، يغمِزُ الراوي بالغلطتين والثلاث، قال: فهذا إذا وَثَّق شخصاً فعضَّ على قوله بنواجذك، وتمسَّكْ بتوثيقه، وإذا ضعَّف رجلاً فانظر هل وافقه غيره على تضعيفه؟ فإن وافقه ولم يُوثِّق ذلك الرجلَ أحدٌ من الحذّاق فهو ضعيف، وإن وثَّقه أحدٌ فهذا هو الذي قالوا فيه.

من هنا برزت أهميةُ توثيق ابنِ حبّان، ولأهميتها فقد اعتمد الحافظُ المزي على كتاب «الثقات» له، والتزم في «تهذيب الكمال» إذا كان الراوي ممن له ذكرٌ في «الثقات» أن يقول: ذكره ابنُ حبان في «الثقات». وتابعه الحافظ ابن حجر في «تهذيب التهذيب».

# المستدرك

## على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله الحاكم النيسابوري

رحمه الله تعالى

طبعة متضمنة انتقادات الذهبي رحمه الله

وبذيله

## تتبع أوهام الحاكم التي سكت عليها الذهبي

لأبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي

## الجزء الثالث

دار الحرمين للطباعة والنشر والتوزيع

Digitized by www.Tiaras.com

٤٣٧٤- حدثنا أبو بكر[٢] بن أبي دارم الحافظ بالكوفة ثنا محمد بن عثمان بن أبي شيبة ثنا منجاب بن الحارث حدثني علي بن أبي بكر الرازي ثنا محمد[٣] بن إسحاق بن يحيى بن طلحة عن موسى بن طلحة عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال أبو بكر الصديق رضي الله عنه: لما جال الناس على رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم يوم أحد كنت أول من فاء إلى رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم، فبصرت به من بعد، فإذا أنا برجل قد اعتنقني[1] من خلفي مثل الطير يريد رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم، فإذا هو أبو عبيدة بن الجراح، وإذا أنا برجل يرفعه مرة ويضعه أخرى، فقلت: أما إذا أخطأني أن

---

(١) لا.

(٢) قال الحاكم: رافضي غير ثقة، كما في «الميزان»، واسمه: أحمد بن محمد.

(٣) محمد بن إسحاق هو: محمد بن إسحاق بن يسار صاحب «السيرة»، كما في ترجمة علي بن أبي بكر من «تهذيب الكمال»، فعلى هذا فما هنا غلط مطبعي أو غيره، فقوله: محمد بن إسحاق بن يحيى صوابه: محمد بن إسحاق عن يحيى، والله أعلم.

(1) أعقبني. (مصححه).

Presented by www.ziaraat.com



أكون أنا هو مع رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم، ويجيء طلحة، فذاك أنا وامر، فانتهينا إليه، فإذا طلحة يرفعه مرة ويضعه أخرى، وإذا بطلحة ست وستون جراحة، وقد قطعت إحداهن أكحله، فإذا رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم قد ضُرب على وجنتيه فلزقت حلقتان من حلق المغفر في وجنتيه، فلما رأى أبو عبيدة ما برسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم ناشدني الله لما أن خليت بيني وبين رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم، فانتزع إحداهما بثنيته، فمدها فندرت وندرت ثنيته، ثم نظر إلى الأخرى فناشدني الله لما أن خليت بيني وبين رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم فانتهزها بالثنية الأخرى، فمدها فندرت وندرت ثنيته، فكان أبو عبيدة أثرم الثنايا.

هذا حديث صحيح الإسناد(●)، ولم يخرجاه.

عندي إلا دون ما لك(●).

**٥٢٢٥- أخبرنا** أحمد بن محمد بن سلمة العنزي ثنا عثمان بن سعيد الدارمي ثنا أبو سلمة ابن[1] موسى بن إسماعيل ثنا عبد الله بن المبارك أنا إسحاق بن يحيى بن طلحة حدثني عيسى بن طلحة عن عائشة رضي الله عنها قالت: حدثني أبو بكر قال: كنت في أول من فاء يوم أحد وبين يدي رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم رجل يقاتل عنه وأراه قال: ويحميه قال: فقلت: كن طلحة حيث فاتني ما فاتني قال: وبيني وبين المشرق رجل لا أعرفه وأنا أقرب إلى رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم منه وهو يخطف السعي خطفًا لا أخطفه فإذا هو أبو عبيدة بن الجراح فدفعنا إلى رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم جميعًا وقد كسرت رباعيته وشج في وجهه وقد دخل في وجنتيه حلقتان من حلق المغفر فقال لنا رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم: «عليكم بصاحبكم» يريد طلحة وقد نزف فلم ينظر إليه فأقبلنا على رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم وأردت ما أراد أبو عبيدة وطلب إليّ فلم يزل حتى تركته وكان حلقته قد نشبت وكره أن يزعزعها بيده فيؤذي النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم فأزم عليه بثنيته ونهض ونزعها وابتدرت ثنيته فطلب إليّ ولم يدعني حتى تركته فأكار على الأخرى فصنع مثل ذلك ونزعها وابتدرت ثنيته فكان أبو عبيدة أهتم الثنايا.

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين[2] ولم يخرجاه.

**٥٢٢٦- فحدثنا** بشرح هذا الحديث أبو عبد الله الأصبهاني ثنا الحسن ثنا الحسين ثنا محمد بن عمر ثنا محمد بن صالح عن يزيد بن رومان[3] قال: أسلم أبو عبيدة عامر بن الجراح مع عثمان بن مظعون وعبد الرحمن بن عوف وأصحابهم قبل دخول رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم دار الأرقم وهاجر أبو عبيدة إلى أرض الحبشة الهجرة الثانية وشهد أبو عبيدة بدرًا وأحدًا وثبت يوم أحد مع رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم

---

(●) (قلت): سنده مظلم. (الذهبي).

(١) أبو سلمة: هو موسى بن إسماعيل.

(٢) في سنده إسحاق بن يحيى بن طلحة ضعيف كما في «التقريب».

(٣) مرسل، وفيه الواقدي وهو كذاب، والراوي عنه حسين وهو ابن الفرج ضعيف والراوي عن حسين وهو الحسين بن الجهم، ترجمته في «تاريخ أصبهان» لأبي نعيم، ولم يذكر فيه جرحًا ولا تعديلًا.

قال : فقال علي رضي الله عنه لما رآه صريعا : صرعه هذا المصرع برأسه .

**٥٦٧٧- أخبرنا** الشيخ أبو بكر بن إسحاق أنا محمد بن غالب ثنا سعيد بن سليمان الواسطي ثنا إسحاق بن يحيى بن طلحة حدثني عمي عيسى بن طلحة عن عائشة أم المؤمنين قالت : قال أبو بكر الصديق رضي اللَّه عنه : كنت أول من فاء إلى رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم ومعه طلحة بن عبيد اللَّه وإذا طلحة قد غلبه البرد ورسول اللَّه صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم أمثل بللًا منه ، فقال لنا رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم : « عليكم بصاحبكم » فتركناه وأقبلنا عليه وإذا مغفره قد علق بوجنتيه وبينه وبين المشرق رجل أنا أقرب إلى رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم فإذا هو أبو عبيدة بن الجراح ، فذهبت لأنزع المغفر فقال أبو عبيدة : أنشدك اللَّه يا أبا بكر ألا تركتني ، فتركته فجذبها فانتزعت ثنية أبي عبيدة ، قال : فذهبت لأنزع الحلقة الأخرى فقال لي أبو عبيدة مثل ذلك فانتزع الحلقة الأخرى فانتزع ثنية أبي عبيدة الأخرى ، فقال رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وعلى

(١) الواقدي كذاب ، والراوي عنه يسرق الحديث .

Presented by www.ziaraat.com



آله وسلم : « أما إن صاحبكم قد استوجب » أو « أوجب طلحة » .

صحيح(●) على شرط مسلم ولم يخرجاه .

رسائل جامعية (١٣)

# كتاب

# فضائل الصحابة

للإمام

## أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل

(١٦٤ - ٢٤١ هـ)

حققه وخرج أحاديثه


وصي الله بن محمد عباس

الأستاذ المشارك بجامعة أم القرى بمكة المكرمة



طبعة جديدة منقحة

الجزء الثاني

دار ابن الجوزي

(١٠٠٩) حدثنا عبد الله، قال: حدثني أبي، قال: نا زيد بن الحُباب، قال: حدثني الحُسَين بن واقد، قال: حدثني عبد الله بن بريدة، قال: سمعتُ أبي يقول: «حاصرنا خيبر، فأخذ اللواء أبو بكر،

---

= وأخرجه أبو بكر بن أبي شَيْبة عن عبد الرحمن بن غوف كما في المطالب العالية (٤: ٥٧) قال في الهامش: «يسند فيه موسى بن عُبيدة الربذي وهو ضعيف»، وقال في مجمع الزوائد (٩: ١٣٤) رواه أبو يعلى وفيه طلحة بن يُحْيَى وثقه ابن معين في رواية وضعفه الجوزجاني وبقية رجاله ثقات وذكره المحب الطبري في الرياض النضرة (٣: ١٥٣) ونسبه لعبد الرزاق في جامعه وأبي عُمر وابن إسحاق.

(١٠٠٩) إسناده صحيح.

وعبدالله بن بريدة سمعه من أبيه وهو في المسند (٥: ٣٥٣) بهذا الإسناد مثله.

وأخرجه النسائي في الخصائص (٥) من طريقين عن بُريدة وذكره في الرياض النضرة (٣: ١٩٣) ونسبه لأحمد في المناقب.

ومضى الحديث برقم (٩٨٧).

---

(١) في المصنف: جاؤا (بدون حين).

(٢) في المصنف: لتبتن رجلاً.

(٣) في المصنف: ما تمنيت.

(٤) في المصنف: هو هذا.

(٥) (ي): هذا هو هذا مرتين.





فانصرف ولم يُفْتَح له ثم أخذه من الغد عمر، فخرج فرجع، ولم يُفْتَح له وأصاب الناسَ يومئذ شدة وجَهْد فقال رسول الله ﷺ: إني دافع اللواءَ غداً إلى رجل يحبه الله ورسوله أو[١] يحب الله ورسوله لا يرجع حتى[٢] يفتح له، وبتنا طيّبة أنفسنا أن الفتح غد[٣] فلما أصبح رسول الله ﷺ صلّى الغداة، ثم قامَ قائماً فدعا باللواء والناس على مصافهم فدعا علياً وهو أرمد فتفل في عينيه ودفع إليه اللواء وفتح له، قال بريدة: وأنا فيمن تطاول لها».

# مجمع الزوائد
# ومنبع الفوائد

تأليف

الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان
الهيثمي المصري
المتوفى سنة ٨٠٧هـ

تحقيق

محمد عبد القادر أحمد عطا

الجزء السادس

يشتمل على الكتب التالية:
الفتن والملاحم - قتال أهل البغي - الحدود والديات

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

خيبر، وقال رسول الله ﷺ: «لأُعْطِيَنَّ اللِّوَاءَ غَدًا رَجُلاً يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ»، فلما كان الغد، دعا عليًا وهو أرمد، فتفل فى عينيه وأعطاه اللواء، ونهض الناس معه، فلقوا أهل خيبر، وكان مرحب يرتجز بين أيديهم ويقول:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّـى مَرْحَـبُ
شَاكِى السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
أَطْعَنُ أَحْيَانًا وَحِينًا أَضْرِبُ
إِذَا اللُّيُوثُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

قال: فاختلفا ضربتين، فضربه علىٌّ على هامته حتى عض السيف منها أضراسه، وسمع أهل العسكر صوت ضربته، وما تنام آخر الناس مع على حتى فتح له ولهم[1].

رواه **أحمد**، والبزار، وفيه ميمون أبو عبد الله، وثقه ابن حبان، وضعفه جماعة، وبقية رجاله ثقات.

**١٠٢٠١** - وعن بريدة، قال: حاصرنا خيبر، فأخذ اللواء أبو بكر، فانصرف ولم يفتح له، ثم أخذه من الغد عمر، فخرج فرجع ولم يفتح له، وأصاب الناس يومئذ شدة وجهد، فقال رسول الله ﷺ «إِنِّى دَافِعٌ اللِّوَاءَ غَدًا إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَيُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، لاَ يَرْجِعُ حَتَّى يُفْتَحَ لَهُ»، وبتنا طيبة أنفسنا أن الفتح غدًا، فلما أن أصبح رسول الله ﷺ صلى الغداة، ثم قام قائمًا، فدعا باللواء والناس على مصافهم، فدعا عليًا وهو أرمد، فتفل فى عينيه ودفع إليه اللواء، وفتح له، قال بريدة: وأنا فى من تطاول لها[2].

رواه **أحمد**، ورجاله رجال الصحيح.

**١٠٢٠٢** - وعن أبى سعيد الخدرى، أن رسول الله ﷺ أخذ الراية فهزها، ثم قال: «مَنْ يَأْخُذُهَا بِحَقِّهَا؟»، فجاء فلان، فقال: «أمط»، ثم جاء رجل آخر، فقال: «أَمِطْ»، ثم قال النبى ﷺ «وَالَّذِى كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ لأُعْطِيَنَّهَا رَجُلاً لاَ يَفِرُّ، هَاكَ يَا عَلِىُّ»، فانطلق

---

(١) أخرجه الإمام أحمد فى المسند (٥/٣٥٨، ٣٥٩)، وأورده المصنف فى زوائد المسند برقم (٢٧٢٤)، وفى كشف الأستار برقم (١٨١٤).

(٢) أخرجه الإمام أحمد فى المسند (٥/٣٥٣، ٣٥٤)، وأورده المصنف فى زوائد المسند برقم (٢٧٢٥)، وابن كثير فى البداية والنهاية (٧/٣٣٨).

# المستدرك

## على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله الحاكم النيسابوري

رحمه الله تعالى

طبعة متضمنة انتقادات الذهبي رحمه الله

وبذيله

## تتبع أوهام الحاكم التي سكت عليها الذهبي

لأبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي

## الجزء الثالث

دار الحرمين للطباعة والنشر والتوزيع

Digitized by www.Tiaras.com

**٤٣٩٧**- [1]خثيم بن عراك عن أبيه عن أبي هريرة قال : لما خرج رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم إلى خيبر استعمل سباع بن عرفطة الغفاري بالمدينة .

صحيح .

**٤٣٩٨**- **حدثنا** أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا أحمد بن عبد الجبار ثنا يونس بن بكير عن محمد بن إسحاق قال حدثني بريدة[2] بن سفيان بن بريدة الأسلمي عن سلمة بن عمرو بن الأكوع رضي الله عنه قال : بعث رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم أبا بكر رضي الله تعالى عنه إلى بعض حصون خيبر فقاتل وجهد ولم يكن فتح .

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .

**٤٣٩٩**- **أخبرنا** أبو قتيبة سالم[3] بن الفضل الآدمي بمكة ثنا محمد بن عثمان بن أبي شيبة ثنا علي بن هاشم عن ابن[3] أبي ليلى عن الحكم وعيسى عن عبد الرحمن عن أبي ليلى عن علي أنه قال : يا أبا ليلى أما كنت معنا بخيبر قال : بلى والله كنت معكم قال : فإن رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم بعث أبا بكر إلى خيبر فسار بالناس وانهزم حتى رجع .

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .

**٤٤٠٠**- **حدثنا** ميمون بن إسحاق بن الحسن الهاشمي ببغداد ثنا أحمد بن عبد الجبار العطاردي ثنا يونس بن بكير ثنا المسيب[4] بن مسلم الأزدي ثنا عبد الله بن بريدة عن أبيه رضي الله عنهما قال : كان رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم ربما أخذته الشقيقة فيلبث اليوم واليومين لا يخرج فلما نزل بخيبر أخذته الشقيقة فلم يخرج إلى الناس وإن أبا بكر رضي الله عنه أخذ راية رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم ثم نهض فقاتل قتالًا شديدًا ثم رجع .

هذا حديث صحيح الإسناد . لم يخرجاه .

**٤٤٠١**- **أخبرنا** أبو العباس محمد بن أحمد المحبوبي بمرو ثنا سعيد بن مسعود ثنا عبد الله

---

(١) سقط أول السند .
(٢) بريدة قال البخاري : فيه نظر . راجع « الميزان » .
(٣) صوابه : « سلم » كما في « السير » اهـ . ( فتحي الطيب » .
(٣) محمد بن أبي ليلى صدوق ساء حفظه لما ولي القضاء .
(٤) المسيب بن مسلم ما وجدت ترجمته .

Presented by www.ziaraat.com

# مُسْنَدُ

# الإمامِ أحمدَ بنِ حنبلٍ

(١٦٤-٢٤١هـ)


حَقَّقَ هذا الجزءَ وخَرَّجَ أحاديثَه وعَلَّقَ عليه

شعيب الأرنؤوط — عادل مُرشِد

جمال عبد اللطيف — سعيد اللحام


الجزء الثامن والثلاثون


مؤسسة الرسالة

٢٢٩٩٣ـ حدثنا زيد بن الحُبَاب، حدثني الحسين بن واقِدٍ، حدثني عبد الله بن بُريدةَ

حدثني أَبي بُريدةُ، قال: حاصَرْنا خَيْبرَ، فأَخَذَ اللِّواءَ أَبو بكر، فانصرف ولم يُفْتَحْ له، ثم أَخذه من الغَدِ عمرُ(١)، فخرجَ، فرجعَ ولم يُفْتَحْ له، وأَصابَ الناسَ يومئذٍ شِدَّةٌ وجَهْدٌ، فقال

---

= وعن قيس بن سعد بن عبادة، سلف برقم (١٥٤٧٨).

وعن عبد الله بن حنظلة الغسيل عند الدارمي (٢٦٦٦)، وابن أبي عاصم في «الآحاد والمثاني» (٢٢٤٦)، والبزار (٤٧٠ـ كشف الأستار)، والبيهقي ٣/ ١٢٥ - ١٢٦.

وعن أنس بن مالك عند البيهقي ٣/ ٦٩.

وعن أبي هريرة عند البزار (١٦٩٢ـ كشف الأستار).

وعن ابن عمر، عند أبي نعيم في «أخبار أصبهان» ١/ ١٣٤.

وقوله: «إلا أن تجعله لي»، قال السندي: أي: الصدر لي، ولعله قَبْلَ ذلك رأى النبيُّ ﷺ أَحقَّ بالصَّدرِ، فتأَخَّرَ لذلك، فما قَبِلَه ﷺ لذلك، وبيَّنَ له حقيقةَ الأمر.

وقال في «طرح التثريب» ٧/ ٢٤٣: يمكن أن يكون معنى قوله عليه الصلاة والسلام: «إلا أن تجعله لي» أي: التصرُّفَ في المشي كيف أَردتُ، وهو المعنى الذي لأجله كان صاحبُ الدابة أَحقَّ بصدرها، فإنه يُستشكَلُ قوله: «أن تجعله لي» مع كونه تأَخَّرَ وأَذِنَ له في الركوب على مقدَّمه، وهٰذا هو محله له، ويَنحَلُّ الإشكال بما ذكرتُه من أن المراد أَن يَجْعلَ له أمر قِيادِها بأن يَتصرَّفَ في سَيرِها كيف يريدُ.

(١) لفظة: «عمر» سقطت من (م)، ومن النسخ الخطية التي بأيدينا، وأثبتناها من «جامع المسانيد» ١/ ورقة ١٣٥، ومصادر تخريج الحديث.

رسولُ الله ﷺ: «إني دافعٌ اللِّواءَ غَداً إلى رجلٍ يُحِبُّه اللهُ ورسولُه ويُحِبُّ اللهَ ورسولَه، لا يَرجِعُ حتى يُفْتَحَ له» فبِتْنا طَيِّبَةً أَنفُسُنا أنَّ ٣٥٤/٥ الفتحَ غداً، فلما أَنْ أَصبحَ رسولُ الله ﷺ، صَلَّى الغَداةَ ثم قامَ قائماً، فدعا باللِّواءِ والناسُ على مَصافِّهم، فدعا عليّاً وهو أَرْمَدُ، فتَفَلَ في عَيْنيهِ، ودفعَ إليه اللِّواءَ، وفُتِحَ له.

قال بُريدةُ: وأَنا فيمن تَطاوَلَ لها[1].

---

(١) حديث صحيح، وهٰذا إسناد قوي من أجل حسين بن واقد المروزي، فهو صدوق لا بأس به، وقد توبع كما سيأتي، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح.

وهو في «فضائل الصحابة» للمصنف (١٠٠٩) و(١١٧٤). وهو في الموضع الثاني مختصر بنحو الرواية الآتية برقم (٢٣٠٠٩).

وأخرجه العراقي في «تقريب الأسانيد» ص١١٣-١١٤ من طريق عبد الله بن أحمد، عن أبيه، بهٰذا الإسناد.

وأخرجه البيهقي في «السنن» ٩/ ١٣٢، وابن الأثير في «أسد الغابة» ٤/ ٩٨ من طريق زيد بن الحباب، به.

وسيأتي عن زيد بن الحباب مختصراً برقم (٢٣٠٠٩).

وأخرجه النسائي في «الكبرى» (٨٤٠٢) و(٨٦٠١) من طريق معاذ بن خالد، عن حسين بن واقد، به.

وأخرجه بنحوه ابن أبي عاصم في «السنة» (١٣٨٠)، والطبراني في «الشاميين» (٢٤٤٤)، والخطيب البغدادي في «تلخيص المتشابه» ٢/ ٨٢٦ من طريق عطاء بن أبي مسلم الخراساني، عن عبد الله بن بريدة، به. وروايتهم أخصر مما هنا.

وأخرجه بنحوه الطبري في «تاريخه» ٣/ ١٢-١٣، والحاكم ٣/ ٣٧، والبيهقي ٩/ ١٣٢ من طريق المسيب بن مسلم الأزدي، عن عبد الله بن بريدة، به. ورواية الطبري أطول مما هنا بنحو الرواية الآتية برقم (٢٣٠٣١)، ولم يسق البيهقي والحاكم لفظه بتمامه، وفي الحديث عندهم جميعاً زيادة.

# كنز العمال

## في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي

البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

### الجزء العاشر


ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا



مؤسسة الرسالة

حدودَها ، ومُورِفٌ أُرَفَها[1] ومُجْلٍ يهودَ منها ، فان رسول الله ﷺ قال لهم : ما أقركم اللهُ وقد أذِنَ الله في جلائِهم ، ففعل ذلك بهم ( ابن سعد ) .

٣٠١١٨ - ﴿ مسند علي ﴾ عن علي قال : لما قتلتُ مرحباً جئتُ برأسِه إلى النبي ﷺ ( حم ، عق ، ق ) .

٣٠١١٩ - عن علي قال : سارَ رسول الله ﷺ إلى خيبر ، فلما أتاها رسولُ الله ﷺ بعث عمر ومعه الناس إلى مدينتهم وإلى قصرهم فقاتَلوهم ، فلم يلبثوا أن هزموا عمر وأصحابه فجاء يجبنُهم ويجبنُونه فساءَ ذلك رسولَ الله ﷺ فقال : لأبعثن عليهم رجلاً يحبُّ الله ورسوله ويحبهُ الله ورسوله يقاتلهم حتى يفتح الله له ليس بفرَّارٍ فتطاول الناسُ لها ، ومدُّوا أعناقهم يرونه أنفسهم رجاءَ ما قال، فمكث رسول الله ﷺ ساعةً فقال : أين عليٌّ ؟ فقالوا : هو أرمدُ قال : ادعوه لي فلما أتيتُه فتح عيني ، ثم تفل فيها ، ثم أعطاني اللواءَ فانطلقتُ به سعياً خشية أن يُحْدِثُ رسول الله ﷺ فيها حدثاً أو فيَّ حتى أتيتهم فقاتلتُهم فبرز مرحَبٌ يرتجزُ وبرزتُ له أرتجزُ كما يرتجزُ حتى التقينا ، فقتله الله بيدي ، وانهزم أصحابه فتحصَّنوا وأغلقوا الباب فأتينا البابَ فلم أزل أعالجه حتى فتحه الله ( ش والبزار ، وسنده حسن ) .

---

(١) أرَفها : الأُرَف جمع أرْفة وهي الحدود والمعالم . النهاية ١/٣٩ . ب

# مجمع الزوائد
# ومنبع الفوائد

تأليف

الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان
الهيثمي المصري
المتوفى سنة ٨٠٧هـ

تحقيق

محمد عبد القادر أحمد عطا

الجزء السادس

يشتمل على الكتب التالية:
الفتن والملاحم - قتال أهل البغي - الحدود والديات

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

لها».

رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح.

**١٠٢٠٢** - وعن أبى سعيد الخدرى، أن رسول الله ﷺ أخذ الراية فهزها، ثم قال: «مَنْ يَأْخُذُهَا بِحَقِّهَا؟»، فجاء فلان، فقال: «أمط»، ثم جاء رجل آخر، فقال: «أَمِطْ»، ثم قال النبى ﷺ «وَالَّذِى كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ لأُعْطِيَنَّهَا رَجُلاً لاَ يَفِرُّ، هَاكَ يَا عَلِىُّ»، فانطلق

---

(١) أخرجه الإمام أحمد فى المسند (٥/٣٥٨، ٣٥٩)، وأورده المصنف فى زوائد المسند برقم (٢٧٢٤)، وفى كشف الأستار برقم (١٨١٤).

(٢) أخرجه الإمام أحمد فى المسند (٥/٣٥٣، ٣٥٤)، وأورده المصنف فى زوائد المسند برقم (٢٧٢٥)، وابن كثير فى البداية والنهاية (٧/٣٣٨).



حتى فتح الله عليه خيبر وفدك، وجاء بعجوتهما وقديدهما[١].

رواه أحمد، ورجاله ثقات.

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ

# صحیح بخاری

جلد پنجم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا عبدالستار اسنوی حفظہ اللہ

حضرت العلامہ مولانا ابو محمد عبدالحق اسلفی حفظہ اللہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

أَعَزَّةَ مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ)). [راجع: ٣٦٨٤]

سے رہے۔

٣٨٦٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ

(۳۸۶۴) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبداللہ بن وہبؒ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا' کہا مجھ کو



مُحَمَّدٍ قَالَ: فَأَخْبَرَنِي جَدِّي زَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا إِذْ جَاءَهُ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ أَبُو عَمْرٍو وَعَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَقَمِيصٌ مَكْفُوفٌ بِحَرِيرٍ - وَهُوَ مِنْ بَنِي سَهْمٍ وَهُمْ حُلَفَاؤُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ - فَقَالَ لَهُ: مَا بَالُكَ؟ قَالَ: زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُونِي إِنْ أَسْلَمْتُ. قَالَ: لَا سَبِيلَ إِلَيْكَ. بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمِنْتُ. فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِي، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُونَ؟ فَقَالُوا: نُرِيدُ هَذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِي صَبَأَ. قَالَ: لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ. فَكَرَّ النَّاسُ)). [طرفه في : ٣٨٦٥].

میرے دادا زید بن عبداللہ بن عمرو نے خبر دی' ان سے ان کے والد عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ (اسلام لانے کے بعد قریش سے) ڈرے ہوئے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو عمرو عاص بن وائل سہمی اندر آیا' ایک دھاری دار چادر اور ریشمی کرتہ پہنے ہوئے تھا وہ قبیلہ بنو سہم سے تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے' عاص نے حضرت عمرؓ سے کہا کیا بات ہے؟ عمرؓ نے کہا کہ تمہاری قوم بنو سہم والے کہتے ہیں اگر میں مسلمان ہوا تو وہ مجھ کو مار ڈالیں گے۔ عاص نے کہا "تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا" جب عاص نے یہ کلمہ کہہ دیا تو عمرؓ نے کہا کہ پھر میں بھی اپنے کو امان میں سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد عاص باہر نکلا تو دیکھا کہ میدان لوگوں سے بھر گیا ہے۔ عاص نے پوچھا کدھر کا رخ ہے؟ لوگوں نے کہا ہم ابن خطاب کی خبر لینے جاتے ہیں جو بے دین ہو گیا ہے۔ عاص نے کہا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا' یہ سنتے ہی لوگ لوٹ گئے۔

**تشریح** حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حفصہ ہے عدوی اور قریشی ہیں۔ نبوت کے پانچویں یا چھٹے سال اسلام لائے اور ان کے اسلام قبول کرنے کے دن سے اسلام نمایاں ہونا شروع ہوا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب فاروق ہو گیا' آپ گورے رنگ کے تھے سرخی غالب تھی' قد کے لمبے تھے۔ تمام غزوات نبوی میں شریک ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد دس سال چھ ماہ خلیفہ

# تفسیر دُرِّ منثور مترجم

جلد دوم

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری دامت اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ○ محمد بوستان ○ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

WWW.NAFSEISLAM.COM

بارے میں کیا رائے ہے۔اس نے کہا اللہ کی قسم ہم سے تو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔اگر اس بارے میں ہمارا کوئی عمل دخل ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں ہر جنگ کرنے والا قتل نہیں ہوتا بلکہ وہی قتل ہوتا ہے جس کے قتل کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہوتا ہے(1)۔

إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٥٥﴾

''بے شک وہ لوگ جو پیٹھ پھیر گئے تھے تم سے اس روز جب مقابلہ میں نکلے تھے دونوں لشکر تو پھسلا دیا تھا انہیں شیطان نے بوجہ ان کے کسی عمل کے اور بے شک (اب) معاف فرما دیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں یقیناً اللہ بہت بخشنے والا نہایت حلم والا ہے''۔

امام ابن جریر نے کلیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوم جمعہ کو خطبہ ارشاد فرمایا اور آل عمران کی تلاوت کی خطبہ کے وقت اس سورت کی تلاوت آپ کو اچھی لگتی تھی جب آپ إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ تک پہنچے تو فرمایا جب غزوۂ احد ہوا تو ہم بھاگ گئے میں بھی بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا۔میں اپنے آپ کو یوں چھلانگیں مارتا ہوا دیکھتا گویا میں پہاڑی بکرا ہوں۔لوگ کہہ رہے ہیں حضرت محمد ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے۔میں نے کہا میں جس آدمی کو یہ کہتے ہوئے پاؤں گا کہ حضرت محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں تو میں اسے مار ڈالوں گا تو یہ مکمل آیت نازل ہوئی(2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ تین افراد تھے، ایک مہاجر تھا اور دو انصاری تھے۔

امام ابن منذر نے معرفۃ الصحابہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان، حضرت رافع بن معلیٰ اور حضرت حارثہ بن زید کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت رافع بن معلیٰ اور دوسرے انصار، ابو حذیفہ بن عتبہ اور ایک اور آدمی کے بارے میں نازل ہوئی(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان، حضرت ولید بن عقبہ، حضرت خارجہ بن زید اور رفاعہ بن معلیٰ کے حق میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس روز جو لوگ بھاگے تھے وہ حضرت عثمان، حضرت

---

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 95 2۔ایضاً، جلد 4، صفحہ 96-95 3۔ایضاً، جلد 4، صفحہ 96

# كنز العمّال

## في سنن الأقوال والأفعال

للعلّامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥ هـ

الجزء الثاني

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

لا أسمعُ أحداً يقول قُتلَ محمدٌ إلا ضربتُ عنقه، فنظرتُ فاذا رسول الله ﷺ، والناسُ يتراجمونَ اليه، فنزلتْ هذه الآية: ﴿ وما محمدٌ إلا رسولٌ ﴾ الآية. (ابن المنذر).

٤٢٩١ ـ عن كليبٍ قال خطبَ عمرُ يومَ الجمعةِ، فقرأ آل عمران فلما انتهى إلى قوله: ﴿ إن الذين تولوا منكم يومَ التقى الجمعان ﴾ قال: لمَّا كان يوم أُحدٍ هزمناهم ففررت حتى صعدتُ الجبل، فلقد رأيتني أنزُو وكأني أروَى، والناسُ يقولون قُتِلَ محمدٌ ﷺ، فقلتُ لا أجدُ أحداً يقولُ قُتلَ محمدُ ﷺ إلا قتلتُه، حتى اجتمعنا على الجبل، فنزلت ﴿ إنَّ الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعان ﴾. (ابن جرير).

٤٢٩٢ ـ عن السُّدي عمن حدَّثه عن عمر في قولهِ تعالى: ﴿ كنتم خيرَ أُمةٍ أُخرجت للناس ﴾ الآيةَ قال يكون لاوّلنا ولا يكونُ لآخرنا. (ابن جرير وابن أبي حاتم).

٤٢٩٣ ـ عن قتادة قال: ذُكرَ لنا أنَّ عمر بن الخطاب قرأ هذه الآية: ﴿ كنتم خيرَ أُمَّةٍ أُخرجت للناسِ ﴾ الآية، ثم قال: يا أيها الناسُ مَنْ سرَّهُ أن يكونَ من تلكمُ الأمَّةِ فليؤدِّ شرطَ الله فيها. (ابن جرير).

٤٢٩٤ ـ عن عمرَ أنه قيل لهُ أن هنا غُلاماً من أهل الحيرةِ حافظاً

# تفسير الطبري

## جامع البيان عن تأويل آي القرآن

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري

(٢٢٤هـ - ٣١٠هـ)

تحقيق

الدكتور/ عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية

بدار هجر

الدكتور/ عبد السند حسن يمامة

الجزء السادس

هجر

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ ﴾ . يعنى به : مُغْطٍّ على ذنوبِ مَن آمَن به واتَّبَع رسولَه ، بعفوِه عن عقوبتِه إياهم عليها ، ﴿ حَلِيمٌ ﴾ . يعنى أنه ذو أَناةٍ ، لا يَعْجَلُ على مَن عصاه وخالَف أمرَه بالنِّقْمةِ .

[١١/٥٥و] **ثم اخْتَلَف أهلُ التأويلِ** فى أعيانِ القومِ الذين عُنُوا بهذه الآيةِ ؛ **فقال بعضُهم** : عُنِى بها كلُّ مَن ولَّى الدُّبُرَ عن المشركين بأُحُدٍ .

## ذِكْرُ مَن قال ذلك

**حدَّثنا** أبو هشامٍ الرِّفاعىُّ ، قال : ثنا أبو بكرِ بنُ عياشٍ ، قال : ثنا عاصمُ بنُ كُلَيْبٍ ، عن أبيه ، قال : خطَب عمرُ يومَ الجمعةِ ، فقرَأ « آلَ عمرانَ » ، وكان يُعْجِبُه إذا خطَب أن يَقْرَأها ، فلمَّا انتَهى إلى قولِه : ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَلَّوْا۟ مِنكُمْ يَوْمَ ٱلْتَقَى ٱلْجَمْعَانِ ﴾ . قال : لما كان يومُ أحدٍ هَزَمْناهم ، ففَرَرْتُ حتى صَعِدْتُ / الجبلَ ، فلقد ١٤٥/٤
رأيتُنى أَنْزُو كأننى أَرْوَى[1] ، والناسُ يقولون : قُتِل محمدٌ . فقلتُ : لا أَجِدُ أحدًا يقولُ : قُتِل محمدٌ . إلا قتَلْتُه ، حتى اجْتَمَعْنا على الجبلِ ، فنزلَت : ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَلَّوْا۟ مِنكُمْ يَوْمَ ٱلْتَقَى ٱلْجَمْعَانِ ﴾ الآية كلَّها[2] .

**حدَّثنا** بشرٌ ، قال: ثنا يزيدُ ، قال : ثنا سعيدٌ ، عن قتادةَ قولَه : ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَلَّوْا۟ مِنكُمْ يَوْمَ ٱلْتَقَى ٱلْجَمْعَانِ ﴾ الآية : وذلك يومَ أُحدٍ ، ناسٌ مِن أصحابِ رسولِ اللَّهِ ﷺ تولَّوا عن القتالِ ، وعن نبىِّ اللَّهِ ﷺ يومَئذٍ ، وكان ذلك مِن أمرِ الشيطانِ وتخويفِه ، فأنزَل اللَّهُ جلَّ ثناؤُه ما تَسْمَعون ، أنه قد تَجاوَز لهم عن ذلك ، وعفا عنهم[3] .

---

(١) الأروى : أنثى الوعل . اللسان (ر و ى) .

(٢) عزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢/٨٨ إلى المصنف .

(٣) عزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢/٨٩ إلى المصنف .

# تاريخ مدينة السلام

وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء
من غير أهلها ووارديها

تأليف
الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت
الخطيب البغدادي
٣٩٢ - ٤٦٣ هـ

## المجلد الرابع

محمد بن عمر - آخر المحمدين
١٢٠٣ - ١٨٤٧

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه
الدكتور بشار عواد معروف

دار الغرب الإسلامي

ومئتين.

أخبرنا أحمد بن أبي جعفر، قال: أخبرنا محمد بن المظفر، قال: قال عبدالله بن محمد البَغَوي[1]: سنة ست وأربعين فيها مات محمد بن يزيد أخو كرخويه.

هذا وهم، والصواب ما أخبرني الطُّنَاجيري، قال: أخبرنا عُمر بن أحمد، قال: وجدتُ في كتاب جدي: سمعتُ أحمد بن محمد بن بكر يقول: مات محمد بن يزيد أخو كرخويه سنة ثمان وأربعين.

وقرأت على البَرْقاني، عن المُزَكِّي قال: حدثنا محمد بن إسحاق أبو العباس الثَّقَفي، قال: مات محمد بن يزيد أخو كرخويه أبو بكر أول جُمادى الأولى سنة ثمان وأربعين ومئتين.

**١٧٥٨- محمد بن يزيد بن محمد بن كَثير بن رِفاعة بن سَمَاعة، أبو هِشام الرِّفاعيُّ الكُوفيُّ[2].**

وَلِيَ القضاءَ ببغدادَ بعد موت أبي حَسَّان الزيادي، وحدَّث عن عبدالله بن إدريس، وحَفْص بن غياث، وابن فُضَيْل، وأبي بكر بن عَيَّاش، وأبي خالد الأحمر، ووكيع، وأبي مُعاوية، وعبدالله بن نُمَيْر، ويحيى بن يَمَان، وأبي أسامة. وكان عالمًا بالأحكام، وحافظًا للقراءات.

روى عنه محمد بن إسماعيل البُخاري[3]، ومُسلم بن الحَجَّاج[4]،

---

(١) تاريخ وفاة الشيوخ (٢١٣).

(٢) اقتبسه السمعاني في «الرفاعي» من الأنساب، والمزي في تهذيب الكمال ٢٧/ ٢٤-٣٠، والذهبي في وفيات الطبقة الثالثة والعشرين من تاريخه، وفي السير ١٢/ ١٥٣، وابن الجزري في غاية النهاية ٢/ ٢٨٠.

(٣) لعله روى عنه في بعض كتبه التي لم يشترط فيها الصحة، وهو بلا شك لم يخرج عنه شيئًا في الصحيح، وكيف يفعل ذلك وقد ضعَّفه. وقد نقل المزي أن ابن عدي ذكر أن البخاري أخرج عنه (تهذيب الكمال ٢٧/ ٢٦).

(٤) روى عنه في الصحيح، فكأنه انتقى من حديثه، وإلا فهو ضعيف كما بيناه في =

وأبو بكر بن أبي خَيْثمة، وأحمد بن عليّ الأبار، وأبو القاسم البَغَوي، ويحيى ابن محمد بن صاعد، وجماعة آخرهم القاضي المَحَاملي.

أخبرنا أبو عُمر عبدالواحد بن محمد بن عبدالله بن مَهْدي في سنة عشر وأربع مئة، قال: أخبرنا القاضي أبو عبدالله الحُسين بن إسماعيل المَحَاملي إملاءً في سنة تسع وعشرين وثلاث مئة، قال: حدثنا أبو هشام الرِّفاعي سنة أربع وأربعين ومئتين، قال: حدثنا محمد بن فُضَيْل، قال: حدثنا الأعْمش عن أبي سَبْرَة النَّخَعي عن محمد بن كَعْب القُرَظي، عن العباس بن عبدالمطلب، قال: كُنَّا نَلْقَى النَّفَر من قُريش وهم يتحدثون، فيقطعون حديثهم، فذكرنا ذلك للنبي ﷺ، فقال: «والله لا يَدْخل قَلْب رجل الإيمان، حتى يُحِبَّكم لله ولِقَرَابتي»[1].

أخبرنا علي بن المُحَسِّن، قال: أخبرنا طلحة بن محمد بن جعفر، قال: استُقْضِي أبو هشام الرِّفاعي، يعني ببغداد، في سنة اثنتين وأربعين ومئتين، وهو رجل من أهل القرآن والعلم والفقه والحديث وله كتابٌ في القراءات[2]، قرأ علينا ابنُ صاعد أكثرَهُ، وحدث بحديثٍ كَثير.

قرأت على البَرْقاني، عن محمد بن العباس الخَزّاز، قال: أخبرنا أحمد ابن محمد بن مَسْعَدة، قال: أخبرنا جعفر بن درستويه، قال: حدثنا أحمد بن

---

= «تحرير التقريب»، فيؤخذ هذا عليه.

(١) إسناده ضعيف؛ لضعف صاحب الترجمة، ومحمد بن كعب القرظي لم يسمع من العباس، وأبو سبرة هو عبدالله بن عابس فيه جهالة، وانظر تعليقنا على ابن ماجة.
أخرجه ابن ماجة (١٤٠) من طريق محمد بن فضيل، به.
وأخرجه أحمد ١/ ٢٠٧، وابن شبة في تاريخ المدينة ٢/ ٦٣٩، ويعقوب بن سفيان في المعرفة والتاريخ ١/ ٢٩٥، والحاكم ٣/ ٣٣٣، والبيهقي في دلائل النبوة ١/ ١٦٧ من طريق يزيد بن أبي زياد عن عبدالله بن الحارث، عن العباس نحوه، وهذا إسناد ضعيف أيضًا لضعف يزيد. وانظر المسند الجامع ٨/ ١٣٤ حديث (٥٦٣٣).

(٢) في هذا الكتاب شذوذ كثير، كما قرره الإمام الذهبي في السير ١٢/ ١٥٤ وغيره.

محمد بن القاسم بن مُحرز، قال[1]: سألتُ يحيى بن مَعِين عن أبي هشام الرِّفاعي، فقال: ما أرى به بأسًا.

أخبرنا حمزة بن محمد بن طاهر الدَّقَّاق، قال: أخبرنا الوليد بن بكر الأندلُسي، قال: أخبرنا علي بن أحمد بن زكريا الهاشمي، قال: حدثنا أبو مسلم صالح بن أحمد بن عبدالله بن صالح بن مُسلم، قال: حدثني أبي[2]، قال: أبو هِشام الرِّفاعي كوفيٌّ لا بأسَ به صاحب قرآن، رَوَى عن حَفْص وابن إدريس، وقرأ على سُلَيْم، ووَلِيَ قضاء المَدَائن.

سألت البَرْقاني عن أبي هِشام الرفاعي، فقال: ثقةٌ، أمرني أبو الحسن الدَّارقُطني أن أخرج حديثه في الصَّحِيح.

أخبرنا عُبيدالله بن عُمر الواعظ، قال: حدثنا أبي، قال: حدثنا محمد بن الحَسن، هو المَوْصلي، قال: حدثنا حُسين بن إدريس، قال: سمعتُ عثمان ابن أبي شيبة يقول: أبو هِشام الرِّفاعي رجلٌ حَسن الخُلُق، قارىء للقرآن، ولم يذكره بغير هذا. قال حُسين بن إدريس: ثم سألتُ عثمان أنا وحدي عن أبي هشام الرفاعي، فقال: لا تخبر هؤلاء إنه يَسْرق حديث غَيْره فيرويه. قلت: أعَلى وجه التَّدْليس، أو على وجه الكَذب؟ فقال: كيف يكون تدليسًا وهو يقول: حدثنا!؟

وأخبرنا عُبيدالله بن عمر، قال: حدثنا أبي، قال: حدثنا أحمد بن محمد ابن سعيد، قال: حدثنا الحَضْرَمي، قال: قلت لمحمد بن عبدالله بن نُمير: تحفظ عن سُفيان عن إسماعيل بن أبي خالد، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس في قوله ﴿ثَلَٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝١٠﴾ [مريم] قال من قال هذا؟! قال: قلت: حدثنا يحيى الحِمّاني، قال: حدثنا زيد بن الحُباب، عن سُفيان، قال: ألقه على أهل الكُوفة كُلِّهم، ولا تلقه على أبي هِشام فيسرفه!

---

(١) سؤالاته (٣٤٤).
(٢) ثقاته (٢٢٧٧).

# سير أعلام النبلاء

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى

٧٤٨هـ - ١٣٧٤م

## الجزء الثاني عشر

أشرف على تحقيق الكتاب وخرّج أحاديثه

شعيب الأرنؤوط

حقق هذا الجزء

صالح السمر

مؤسسة الرسالة

وأخذ القراءة عن جماعةٍ ، وصنَّف كتاباً في القراءات في شذوذٍ كثير ، وهو صاحبُ غرائب في الحديث .

حدث عنه : مسلم ، والترمذي وابن ماجة ، وأحمدُ بن زهير ، وابنُ خزيمة ، وابنُ صاعد ، ومحمدُ بن هارون الحضرمي ، وعُمر بن بُجَير ، وجعفرُ بن محمد الجَرَوِي ، والحُسين المَحامِلي ، وآخرون .

قال أحمدُ العجلي : لا بأس به ، صاحبُ قرآن ، قرأ على سُلَيم ، وولي قضاء المدائن .

وقال البخاريُّ : رأيتُهم مُجمِعين على ضعفه .

وقال ابنُ عُقْدة : حدثنا مُطَيَّن ، عن محمدِ بن عبد الله بن نمير ، أنَّ أبا هشام كان يسرق الحديث[1] .

وروى أبو حاتِم عن ابنِ نُمير ، قال : كان أضعفَنا طلباً . وأكثرنا غرائب[2] .

وقال طلحة بن محمد بن جعفر : استُقْضِي أبو هشام ، يعني : ببغداد في سنة ٢٤٢ وهو من أهلِ القرآنِ والعلمِ والفقهِ والحديثِ . له كتابٌ في القراءات . قرأ علينا ابنُ صاعد أكثرهُ .

وقال أحمدُ بن محمد بن مُخْرِز : سألتُ يحيى بنَ مَعين ، عن أبي هشام ، فقال : ما أرى به بأساً[3] .

---

(١) راجع « تاريخ بغداد » ٣/٣٧٦ .

(٢) « الجرح والتعديل » ٨/١٢٩ وفيه : قال عبد الرحمن : سألت أبي عنه ، فقال : ضعيف يتكلمون فيه .

(٣) « تاريخ بغداد » ٣/٣٧٦ .

فيُجيب فيما يُقرأ عليه . وقيل له بعد ذلك في أشياء منها ، فلم يرجع ، فمن أجل إصرارِهِ استحقَّ التَّرك . وكان ابنُ خُزيمة يروي عنه ، وسمعتُهُ يقول : حدثنا بعضُ من أمسكْنا عن ذكره ، وهو من الضَّرْبِ الذي إن لو خَرَّ من السماء فتخطَّفُه الطيرُ ، أحبُّ إليه[1] مِن أن يكذِبَ على رسولِ الله ﷺ ، ولكن أفسدوه، وما كان ابن خُزيمة يحدِّثُ عنه إلا بالحرف بعد الحرف[2] .

قلت : تُوفي في ربيع الآخر سنةَ سبعٍ وأربعين ومئتين .

ومات فيها إبراهيمُ بن سعيد الجوهري ، وأبو عثمان المازنيُّ النحوي ، والمتوكل . قيل : وَسَلَمَة بن شبيب ، والفتح بن خاقان الوزير.

## ٥٥ ـ الرِّفَاعِيُّ * (م ، ت ، ق)

الإمامُ الفقيهُ الحافظُ العلامةُ ، قاضي بغداد ، أبو هشام ، محمدُ بن يزيد بن محمد بن كثير بن رِفاعة ، العِجليُّ الرفاعيُّ الكوفيُّ المُقرىء .

حدث عن : أبي الأحوص سَلاَّم ، والمُطَّلب بن زياد ، وأبي بكر بن عيَّاش ، وحفصِ بن غِياث ، وعبدِ الله بن الأَجْلح ، ويحيى بن يمان وطبقتِهم .

---

(١) في الأصل : إلي ، والمثبت من « المجروحين » و« ميزان الاعتدال » .

(٢) « تهذيب التهذيب » ٤/١٢٤ وفيه : قال عبد الرحمن : سئل عنه أبي ، فقال : لين . وقال النسائي : ليس بثقة . وقال في موضع آخر : ليس بشيء . وقال الآجرّي : امتنع أبو داود من التحديث عنه .

● التاريخ الكبير ١/٢٦١ ، التاريخ الصغير ٢/٣٨٧ ، الجرح والتعديل ٨/١٢٩ ، تاريخ بغداد ٣/٣٧٥ ، ٣٧٧ ، الأنساب ٢/٣٢ ، تهذيب الكمال : ١٢٨٩ ، ١٢٩٠ ، تذهيب التهذيب ٤/١٢/١ ، ميزان الاعتدال ٤/٦٨ ، ٦٩ ، العبر ١/٤٥٣ ، الوافي بالوفيات ٥/٢١٦ ، غاية النهاية في طبقات القراء ٢/٢٨٠ ، ٢٨١ ، تهذيب التهذيب ٩/٥٢٦ ، ٥٢٧ ، خلاصة تذهيب الكمال: ٣٦٤ ، ٣٦٥ ، شذرات الذهب ٢/١١٩ .

# جامع
# فهارس الثقات

للإمام الحافظ أبي حاتم محمد بن حبان
ابن أحمد التميمي البستي
المتوفى
"٣٥٤هـ-٩٦٥م"

صنعة
حسين ابراهيم زهران

مؤسسة الكتب الثقافية

﴿ محمد ﴾ بن [1]عمرو بن[1] على بن عطاء بن مقدم المقدمى، من أهل البصرة ، يروى عن أبيه و البصريين ، ثنا عنه محمد بن إسحاق بن خزيمة و غيره من شيوخنا ، مات سنة خمسين و مائتين [1]او قبلها أو بعدها بقليل[1] .

﴿ محمد [2] ﴾ بن[2] عبد الله بن بزيع ، أبو عبد الله القومسى ، يروى عن يزيد بن هارون ، روى عنه العراقيون ، مات فى شهر رمضان سنة ٥ خمسين و مائتين .

﴿ محمد [2] ﴾ بن يعقوب الزبيرى ، من أهل المدينة ، يروى عن أبى ضمرة و أهل الحجاز ، [1]حدثنا عنه عمر بن محمد الهمدانى[1] ، مستقيم الحديث .

﴿ محمد [2] ﴾ بن إسماعيل بن علية ، كان على قضاء دمشق ، يروى عن أبى عاصم و أهل العراق / [1]حدثنا عنه أحمد بن عمير بن جوصاء، يغرب[1]. ١٠ ١٧٦ / ب

﴿ محمد [1] ﴾ بن يزيد بن[5] رفاعة بن [ سماعـــة -[6] ] ، أبو هشام الرفاعى ، من أهل الكوفة ، يروى عن أبى بكر بن عياش ، روى عنه أهل العراق ، مات ببغداد [1]يوم الأربعاء[1] سلخ شعبان سنة [ ثمان و -[6]] أربعين و مائتين ، و كان يخطئ و يخالف .

﴿ محمد [2] ﴾ بن هشام بن أبى خيرة السدوسى أبو عبد الله ، من أهل ١٥

---

(١ - ١) ليس فى مد (٢) لم نظفر به (٣) زيد فى مد ، أبى غالب (٤) له ترجمة فى تاريخ بغداد ٣ / ٣٧٥ (٥) زيد فى تاريخ بغداد و التهذيب ٩/٥٢٦ : محمد بن كثير بن (٦) زيد من تاريخ بغداد و التهذيب (٧) له ترجمة فى التهذيب ٩ / ٤٩٦ .

# تفسیر دُرِّ منثور مترجم

جلد اوّل

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ○ محمد بوستان ○ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

WWW.NAFSEISLAM.COM

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

# خطبۃ الکتاب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے تاتر کو دوبارہ منصۂ شہود پر زندہ فرمایا جو ایک وقت میں صفحۂ ہستی سے مٹ چکے تھے، جس نے اخبار ماثورہ کے لیے اسناد عالی کے ساتھ پہنچنے والے اقوال وآثار کے ساتھ تفسیر لکھنے کی توفیق بخشی اور میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ کے کلمہ کے ساتھ ایسی شہادت دیتا ہوں جو شہادت دینے والے کے اجر میں اضافہ کا باعث ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا ومولا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اس کے وہ عبد مقرب ہیں جنہوں نے ایمان کی فجر صادق کو ذوق طلوع بخشا اور کج رو اور فسق وفجور کی گمراہیوں میں بھٹکنے والوں کی ظلمتوں کو اپنے روشن پیغام سے کافور کر دیا۔ درود ہو آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر جو علم مرفوع اور فضل مشہور کے حامل تھے جب تک یہ گردش لیل ونہار قائم ہے ان پاک طینت ذوات پر دائمی درود وسلام ہو۔

حمد وثناء اور درود وسلام کے بعد! جب میں نے کتاب ترجمان القرآن مرتب کی جو ایسی تفسیر تھی جس میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار واقوال منقول تھے۔ الحمد للہ وہ چند جلدوں میں مکمل ہوئی۔ میں نے اس میں آثار کو اسانید کے ساتھ نقل کیا اور جن کتب سے نقل کیا ان کا حوالہ بھی دیا لیکن میں نے دیکھا کہ ہمتیں کوتاہ ہو گئی ہیں اور ذوق علم اس تطویل کے پڑھنے سے قاصر ہو گیا ہے اور صرف متون احادیث میں رغبت ہونے لگی ہے تو میں نے اس طویل کتاب سے یہ مختصر کتاب مرتب کی ہے جس میں متن کے ذکر پر انحصار کیا ہے لیکن ہر اثر کے مخرج کا بھی ساتھ ذکر کیا ہے میں نے اس کا نام الدر المنثور فی التفسیر بالماثور رکھا ہے! اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مؤلف کے اجر میں اضافہ فرمائے اور اسے اپنے کرم اور احسان سے خطا اور نافرمانی سے محفوظ فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیکیوں کی توفیق بخشنے والا اور غلطیوں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

www.ahlehaq.org

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

سیرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیش بہا خزانہ

# سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

## ابنِ ہشام

حصہ سوم

مُصنّف

محمد عبدالملک ابنِ ہشام

ناشر

اسلامی کتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ
چوک اردو بازار لاہور

فون : 042 - 7223506

ابن ہشام کہتے ہیں ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازنیہ بھی احد کی جنگ میں مردانہ و دلیرانہ خوب لڑائی لڑی۔ چنانچہ ام سعد بنت سعد بن ربیع کہتی ہیں۔ میں ام عمارہ کے پاس گئی۔ اور میں نے کہا اے خالہ صاحبہ مجھ کو بتایئے کہ احد میں آپ نے کیونکہ جنگ کی تھی اور کیا واقعہ درپیش ہوا تھا۔ ام عمارہ نے بیان کیا کہ میں صبح کے وقت یہ دیکھنے چلی۔ کہ اب لوگ کیا کر رہے ہیں۔ اور میرے پاس ایک مشک پانی سے بھری ہوئی تھی۔ میں حضور کے پاس پہنچی۔ اور اس وقت مسلمانوں کا غلبہ تھا۔ اور ان کی فتح ہو چکی تھی۔ پھر جب مسلمانوں کی شکست ہوئی میں حضور کے پاس کھڑی ہوئی تلوار اور تیر سے جنگ کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں زخمی ہو گئی۔ پھر میں حضور کے پاس آئی اور آپ کے شانہ پر میں نے ایک گہرا زخم دیکھا پوچھا کہ حضور یہ زخم آپ کو کس نے پہنچایا۔ حضور نے فرمایا ابن قمہ نے خدا اس کو خراب کرے۔ پھر جب لوگ حضور کے پاس سے متفرق ہو گئے تو ابن قمہ یہ کہتا ہوا آیا۔ کہ مجھ کو بتلاؤ محمد ﷺ کہاں ہے۔ اگر انہوں نے نجات پائی تو میں ہرگز نجات نہ پاؤں گا۔ ام عمارہ کہتی ہیں میں اور مصعب بن عمیر اور چند لوگ جو حضور کے ساتھ تھے اس کی طرف بڑھے۔ اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ مگر وہ حملہ مجھ پر نہ پڑا۔ میں نے اس پر تلوار کے چند وار کئے مگر دشمن خدا دو زرہیں پہنے ہوئے تھا میری تلوار اس پر کارگر نہ ہوئی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ ابو دجانہ نے اپنے جسم کو حضور پر ڈھال بنا دیا تھا۔ اور ان کی پشت میں برابر تیر لگ رہے تھے اور یہ حضور پر جھکے ہوئے تھے۔ اور سعد بن ابی وقاص حضور کے پاس کفاروں کو تیر مار رہے تھے سعد کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور مجھ کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ حضور نے مجھ کو ایسا تیر اٹھا کر دیا جس میں پھلا بھی نہ تھا اور فرمایا اس کو مار۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اس روز خود حضور نے بھی تیر اندازی کی اور پھر حضور ﷺ کی کمان قتادہ بن نعمان نے لے لی۔ چنانچہ انہیں کے پاس رہی اور قتادہ کی آنکھ کو ایسی ضرب پہنچی۔ جس سے ان کی آنکھ نکل کر رخسار پر آ پڑی حضور ﷺ نے پھر اس آنکھ کو اپنے دست مبارک سے حلقہ میں رکھ دیا۔ اسی وقت وہ آنکھ پہلے سے زیادہ صحیح و سالم اور تیز نظر ہو گئی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ انس بن نضر انس بن مالک کے چچا کا گذر طلحہ بن عبید اللہ اور عمر بن خطاب وغیرہ مہاجرین اور انصار کے چند لوگوں کے پاس ہوا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے انس نے ان سے کہا تم لوگ کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا۔ رسول خدا ﷺ تو قتل ہو گئے اب ہم کیا کریں۔ انس نے کہا پھر تم رسول خدا کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے جس طرح ان کا انتقال ہوا۔ تم بھی اسی طرح مر جاؤ۔ پھر انس کفاروں کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہوئے۔ انہیں کے نام پر انس کا نام رکھا گیا ہے۔

# تفسير الفخر الرازي

المشتهر بالتفسير الكبير ومفاتيح الغيب

للإمام محمد الرازي فخر الدين ابن العلامة ضياء الدين عمر
الشهير بخطيب الري نفع الله به المسلمين
٥٤٤ — ٦٠٤ هـ

* * * * *

## الجزء التاسع

تمتاز هذه الطبعة بفهرس لآيات الاحكام

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَلَّوْا۟ مِنكُمْ يَوْمَ ٱلْتَقَى ٱلْجَمْعَانِ إِنَّمَا ٱسْتَزَلَّهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا۟ وَلَقَدْ عَفَا ٱللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٥٥﴾

---

التمحيص القلوب ، وفيه بحث ثم قال ( والله عليم بذات الصدور ) .

وأعلم أن ذات الصدور هي الأشياء الموجودة في الصدور ، وهي الأسرار والضمائر ، وهي ذات الصدور ، لأنها حالة فيها مصاحبة لها ، وصاحب الشيء ذوه وصاحبته ذاته ، وإنما ذكر ذلك ليدل به على أن ابتلاءه لم يكن لأنه يخفى عليه ما في الصدور ، أو غير ذلك ، لأنه عالم بجميع المعلومات وإنما ابتلاهم اما لمحض الألهية ، أو للأستصلاح .

وقوله تعالى ﴿ إن الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعان إنما استزلهم الشيطان ببعض ما كسبوا ولقد عفا الله عنهم ،إن الله غفور حليم ﴾ .

وأعلم أن المراد : أن القوم الذين تولوا يوم أحد عند التقاء الجمعين ، وفارقوا المكان وانهزموا قد عفا الله عنهم ، وفي الآية مسائل :

﴿ المسألة الأولى ﴾ اختلفت الأخبار فيمن ثبت ذلك اليوم وفيمن تولى ، فذكر محمد بن إسحاق أن ثلث الناس كانوا مجروحين ، وثلثهم انهزموا ، وثلثهم ثبتوا ، وأختلفوا في المنهزمين ، فقيل : أن بعضهم ورد المدينة وأخبر أن النبي ﷺ وسلم قتل ، وهو سعد بن عثمان ، ثم ورد بعده رجال دخلوا على نسائهم ، وجعل النساء يقلن : عن رسول الله ﷺ تفرون ! وكن يحثين التراب في وجوههم ويقلن : هاك المغزل أغزل به ، ومنهم قال : أن المسلمين لم يعدوا الجبل ، قال القفال والذي تدل عليه الأخبار في الجملة أن نفراً منهم تولوا وأبعدوا ، فمنهم من دخل المدينة ، ومنهم من ذهب إلى سائر الجوانب ، وأما الأكثرون فأنهم نزلوا عند الجبل وأجتمعوا هناك ، ومن المنهزمين عمر ، إلا أنه لم يكن في أوائل المنهزمين ولم يبعد ، بل ثبت على الجبل إلى أن صعد النبي ﷺ ، ومنهم أيضاً عثمان أنهزم مع رجلين من الأنصار يقال لهما سعد وعقبة ، انهزموا حتى بلغوا موضعاً بعيداً ثم رجعوا بعد ثلاثة أيام ، فقال لهم النبي ﷺ : « لقد ذهبتم فيها عريضة » وقالت فاطمة لعلي : ما فعل عثمان؟ فنفصه ، فقال النبي ﷺ : « يا علي أعياني أزواج الأخوات أن يتحابوا » وأما الذين ثبتوا مع الرسول ﷺ فكانوا أربعة عشر رجلاً ، سبعة من المهاجرين ،وسبعة من الأنصار ، فمن المهاجرين أبو بكر ، وعلي وعبدالرحمن بن عوف وسعد بن أبي وقاص وطلحة بن عبيد الله وأبو عبيدة بن

تاریخ الامم والملوک

# تاریخ طبری

جلد دوم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

## سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حصہ اوّل

ترجمہ: سید محمد ابراہیم (ایم۔اے) ندوی ◉ ترتیب وتبویب: شبیر حسین قریشی (ایم۔اے)

تاریخ اسلام کے قدیم ترین اور مستند مؤرخ علامہ محمد بن جریر الطبری کی تاریخ الامم والملوک جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کی تمام تفصیلات معتبر اور اصل راویوں تک مکمل سلسلۂ اسناد کے ذریعہ بیان کی گئی ہیں یہی وہ نایاب تاریخ ہے جو زمانہ قدیم سے لے کر عصر حاضر تک سیرت مبارکہ کی معتبر اور مستند ماخذ رہی ہے تاریخ اسلام کے تمام مؤرخین نے اسی سے خوشہ چینی کی ہے۔

نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی

## رسول اللہ ﷺ کا علم:

بریدۃ الاسلمی سے مروی ہے کہ اہل خیبر کے قلعے کے مقابل فروکش ہو کر رسول اللہ ﷺ نے اپنا علم عمرؓ بن الخطاب کو دیا۔ کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو کر قلعے پر حملہ آور ہوئے اہل خیبر نے ان کا مقابلہ کیا۔ عمرؓ اور ان کے ہمراہی پسپا ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پلٹ آئے عمرؓ کے ہمراہی ان کو اور عمر ان کو بزدل ٹھہرانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل ایسے شخص کو علم دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہے دوسرے دن ابوبکرؓ اور عمرؓ نے جھنڈا لینے کے لیے ہاتھ پھیلایا آپؐ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا ان کو آشوب چشم تھا آپؐ نے ان کی آنکھوں پر اپنا تھوک لگا دیا اور اپنا جھنڈا ان کو دیا' بہت سے لوگ ان کے ساتھ یورش کے لیے چلے' اہل خیبر مقابلے پر آئے اس وقت مرحب یہ رجز پڑھ رہا تھا:

قد علمت خیبر انی مرحب　　شاکی السلاح بطل مجرّب

اطعن احیاناً و حیناً اضرب　　اذا اللیوث اقبلت تلہب

ترجمہ: ''خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں' دلاور ہوں' جنگ آزمودہ ہوں' کبھی نیزہ بازی کرتا ہوں اور کبھی شمشیر زنی کرتا ہوں جب کہ مردانِ دلاور جوش میں بھرے ہوئے لڑنے آتے ہیں''۔

علیؓ نے اور اس نے ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا۔ علیؓ نے اس کے کاسۂ سر پر ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ تلوار سر کو کاٹتی ہوئی داڑھوں تک اتر گئی اور ان کی ضرب کی آواز مسلمانوں کی فرودگاہ والوں نے سنی ابھی تمام آدمی بھی ان کے پاس نہ پہنچنے پائے تھے کہ اللہ نے علیؓ اور ان کے ساتھیوں کو فتح عطاء کی۔

## حضرت علیؓ اور مرحب کا مقابلہ:

دوسرے سلسلے سے بریدہؓ سے مروی ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ کو دردِ سر ہو جاتا تھا اس کی وجہ سے وہ کبھی ایک دن اور کبھی دو دن تک باہر تشریف نہ لاتے تھے چنانچہ خیبر آ کر آپؐ کے سر میں درد ہوا اور آپؐ برآمد نہ ہوئے ابوبکرؓ نے آپؐ کے جھنڈے کو لیا حملہ آور ہوئے اور نہایت شدید لڑائی کے بعد پلٹ آئے۔ پھر عمرؓ نے جھنڈا لیا حملہ کیا اور اس مرتبہ پہلی مرتبہ سے بہت زیادہ شدید لڑائی ہوئی مگر وہ بھی بغیر فتح حاصل کیے پلٹ آئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپؐ نے فرمایا میں کل یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اسے چاہتے ہیں وہ بزور شمشیر قلعہ فتح کر لے گا۔ علیؓ اس وقت وہاں موجود نہ تھے اس وجہ سے قریش کے ہر فرد کی یہ امید تھی کہ شاید اسی کو علم دیا جائے۔ دوسری صبح علیؓ اپنے اونٹ پر سوار رسول اللہ ﷺ کی فرودگاہ میں آئے اور آپؐ کے خیمے کے قریب آ کر انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ قطری کپڑے کی پٹی آنکھوں پر بندھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب آؤ' علی آپؐ کے قریب آئے آپؐ نے ان کی آنکھوں پر اپنا تھوک لگا دیا جس سے درد جاتا رہا وہ اس وقت چلے گئے۔ پھر آپؐ نے ان کو اپنا علم دیا۔ اس کے ساتھ بہت سے صحابہؓ ان کے ساتھ ہوئے علیؓ نے اس وقت ایک ارغوانی سرخ حلہ پہن رکھا تھا جس کے استر کو انہوں نے باہر کر رکھا تھا۔ یہ خیبر کے شہر آئے' مرحب قلعے کا رئیس یمانی زرد رنگ کا خود پہنے اس پر انڈے کے برابر ایک قیمتی ترشے ہوئے ہیرے کی کلغی لگائے یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں نکلا۔

# مُسْنَدُ

# الإمامِ أحمدَ بنِ حنبلٍ

(١٦٤-٢٤١هـ)


حَقَّقَ هذا الجزءَ وخَرَّجَ أحاديثَه وعَلَّقَ عليه

شعيب الأرنؤوط — عادل مُرشِد

جمال عبد اللطيف — سعيد اللحام


الجزء الثامن والثلاثون


مؤسسة الرسالة

٢٣٠٣١ـ حدثنا محمدُ بن جعفر ورَوْحٌ، المَعْنى، قالا: حدثنا عَوْفٌ، عن مَيْمونٍ أبي عبد الله ـ قال رَوح: الكُرْدي ـ عن عبد الله بن بُريدةَ

عن أبيه بُريدةَ الأسلميِّ، قال: لمَّا نزلَ رسول الله ﷺ بحِصْن أهلِ خَيْبرَ، أعْطى رسولُ الله ﷺ اللِّواءَ عمرَ بن الخَطَّاب، ونهضَ معه مَن نَهَضَ من المسلمينَ، فلقُوا أهلَ خَيْبرَ، فقال رسول الله ﷺ: «لأُعْطِيَنَّ اللِّواءَ غداً رجلاً يُحِبُّ اللهَ ورسولَه، ويُحِبُّه اللهُ ورسولُه» فلما كان الغَدُ، دعا عليّاً وهو أرمَدُ، فتَفَلَ في عينِه، وأعطاهُ اللِّواءَ، ونهضَ الناسُ معه، فلَقِيَ أهلَ خَيْبرَ، وإذا مَرْحبٌ يَرْتجِزُ بين أيدِيهم وهو يقولُ:

قد[1] عَلِمَتْ خَيبرُ أنِّي مَرْحَب  شاكي السِّلاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
أطْعَنُ أحْياناً وحِيناً أضْرِبُ  إذا اللُّيوثُ أقبَلَتْ تَلَهَّبُ

قال: فاختَلَفَ هو وعليٌّ ضَرْبتين، فضربَه على هامَتِه حتى عَضَّ السَّيفُ منها بأضْراسِه، وسمعَ أهلُ العَسْكرِ صوتَ ضَرْبتِه، ٣٥٩/٥
قال: وما تَنامُ آخِرُ الناس مع عليٍّ حتى فُتِحَ له ولهم[2].

---

(١) في (م) و(ظ٢) و(ق): «لقد»، وهو خطأ، والتصويب من (ظ٥) ومصادر تخريج الحديث.

(٢) حديث صحيح، وهٰذا إسناد ضعيف لضعف ميمون أبي عبد الله الكِنْدي البصري مولى عبد الرحمٰن بن سَمُرة، لٰكنه قد توبع كما سلف في الرواية (٢٢٩٩٣) والتعليق عليها، وقول روح ـ وهو ابن عُبادة القَيْسي ـ في نسبته: الكردي، خطأ لم يتابعه عليه أحد، وميمون الكردي راوٍ آخر كنيته أبو بصير ـ وقيل: أبو نصير ـ لا أبو عبد الله، وباقي رجال الإسناد ثقات رجال الشيخين. عوف: هو ابن أبي جميلة الأعرابي.

# المستدرك

## على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله الحاكم النيسابوري

رحمه الله تعالى

طبعة متضمنة انتقادات الذهبي رحمه الله

وبذيله

## تتبع أوهام الحاكم التي سكت عليها الذهبي

لأبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي

## الجزء الثالث

دار الحرمين للطباعة والنشر والتوزيع

Digitized by www.Tiaras.com

ابن موسى ثنا نعيم بن حكيم عن أبي موسى[1] الحنفي عن علي رضي الله عنه قال : سار النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم إلى خيبر فما أتاها[1] بعث عمر رضي الله تعالى عنه وبعث معه الناس إلى مدينتهم أو قصرهم فقاتلوهم فلم يلبثوا أن هزموا عمر وأصحابه فجاءوا يجبنونه ويجبنهم فسار النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم الحديث .

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .

**٤٤٠٢- حدثنا** أبو بكر أحمد بن سلمان الفقيه ببغداد ثنا محمد بن عبد الله بن سليمان ثنا القاسم بن أبي شيبة ثنا يحيى بن يعلى ثنا معقل بن عبيد الله عن أبي الزبير عن جابر رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم دفع الراية يوم خيبر إلى عمر رضي الله عنه فانطلق فرجع يجبن أصحابه ويجبنونه .

هذا حديث صحيح(●) على شرط مسلم ولم يخرجاه .

**٤٤٠٣- حدثنا** أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار إملاء ثنا زكريا بن يحيى بن مروان وإبراهيم بن إسماعيل السيرطي[٥] قالا ثنا فضيل بن عبد الوهاب ثنا جعفر بن سلمان عن الخليل بن مرة عن عمرو بن دينار عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال : لما كان يوم خيبر بعث رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم رجلًا فجبن فجاء محمد بن مسلمة فقال : يا رسول الله لم أر كاليوم قط ، قتل محمود بن مسلمة ، فقال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم : « لا تمنوا لقاء العدو وسلوا الله العافية فإنكم لا تدرون ما تبتلون معهم وإذا لقيتموهم فقولوا : اللهم أنت ربنا وربهم ونواصينا ونواصيهم بيدك وإنما تقتلهم أنت ثم الزمو الأرض جلومًا فإذا غشوكم فانهضوا وكبروا » ثم قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم : « لأبعثن غدًا رجلًا يحب الله ورسوله ويحبانه لا يولي الدبر يفتح الله على يديه » فتشرف لها الناس وعلي رضي الله عنه يومئذ أرمد فقال له رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم : « سر » فقال : يا رسول الله ما أبصر موضعًا فتفل في عينيه وعقد له ودفع إليه الراية فقال علي : يا رسول الله على ما أقاتلهم فقال : « على أن يشهدوا أن لا إله إلا الله

---

(١) أبو موسى الحنفي لم أجد ترجمته ، والظاهر أنه تصحف ، وأنه أبو مريم ؛ فنعيم بن حكيم يروي عن أبي مريم .

(1) فلما انتهينا . ( مصححه ) .

(●) ( قلت ) : القاسم واهٍ . ( الذهبي ) .

(٥) صوابه : « السوطي » كما في « تاريخ بغداد » للخطيب البغدادي ، و « الأنساب » للسمعاني .

resented by www.ziaraat.com

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ

# صحیح بخاری

جلد پنجم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا عبدالستار اسنوی حفظہ اللہ

حضرت العلامہ مولانا ابو محمد عبدالحق اسلفی حفظہ اللہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ فَأَعْطِهِ)) فَأَعْطَانِيهِ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ، فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الإِسْلَامِ.

[راجع: ٢١٠٠]

حضور ﷺ اس کا حق تمہیں ہرگز نہیں دے سکتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سچ کہا' تم سامان ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو دے دو۔ انہوں نے سامان مجھے دے دیا۔ میں نے اس سامان سے قبیلہ سلمہ کے محلہ میں ایک باغ خریدا۔ اسلام کے بعد یہ میرا پہلا مال تھا۔ جسے میں نے حاصل کیا تھا۔

٤٣٢٢- وَقَالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ نَظَرْتُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُقَاتِلُ رَجُلاً مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَآخَرُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، يَخْتِلُهُ مِنْ وَرَائِهِ لِيَقْتُلَهُ فَأَسْرَعْتُ إِلَى الَّذِي يَخْتِلُهُ فَرَفَعَ يَدَهُ لِيَضْرِبَنِي وَأَضْرِبُ يَدَهُ فَقَطَعْتُهَا، ثُمَّ أَخَذَنِي فَضَمَّنِي ضَمًّا شَدِيدًا حَتَّى تَخَوَّفْتُ ثُمَّ تَرَكَ فَتَحَلَّلَ وَدَفَعْتُهُ، ثُمَّ قَتَلْتُهُ، وَانْهَزَمَ الْمُسْلِمُونَ وَانْهَزَمْتُ مَعَهُمْ، فَإِذَا بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي النَّاسِ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ، قَالَ : أَمْرُ اللهِ ثُمَّ تَرَاجَعَ النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَقَامَ بَيِّنَةً عَلَى

(۴۳۲۲) اور لیث بن سعد نے بیان کیا' مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا تھا کہ ان سے عمر بن کثیر بن افلح نے' ان سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ابو محمد نے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' غزوۂ حنین کے دن میں نے ایک مسلمان کو دیکھا کہ ایک مشرک سے لڑ رہا تھا اور ایک دوسرا مشرک پیچھے سے مسلمان کو قتل کرنے کی گھات میں تھا' پہلے تو میں اسی کی طرف بڑھا' اس نے اپنا ہاتھ مجھے مارنے کے لیے اٹھایا تو میں نے اس کے ہاتھ پر وار کر کے کاٹ دیا۔ اس کے بعد وہ مجھ سے چمٹ گیا اور اتنی زور سے مجھے بھینچا کہ میں ڈر گیا۔ آخر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور ڈھیلا پڑ گیا۔ میں نے اسے دھکا دے کر قتل کر دیا اور مسلمان بھاگ نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگ پڑا۔ لوگوں میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نظر آئے تو میں نے ان سے پوچھا' لوگ بھاگ کیوں رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے' پھر لوگ آنحضور ﷺ کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس پر گواہ قائم کر دے گا کہ کسی مقتول کو اسی نے قتل کیا ہے تو اس کا سارا سامان اسے ملے گا۔ میں اپنے مقتول پر گواہ کے لیے اٹھا

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

# تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

## اَلْبِدَایَۃُ وَالنِّھَایَۃ

کا اردو ترجمہ

جلد چہارم


تصنیف ❁ آٹھویں صدی ہجری کے نامور مورخ، فقیہ، محدث اور مفسرِ قرآن

عَلَّامَہ حَافِظ اَبُوالْفِدَا عِمَادُالدِّیْن اِبْنِ کَثِیْر (۷۰۱ھ۔۷۷۴ھ)

ترجمہ ❁ پروفیسر کوکب شادانی فاضل ادب (عربی)

ایم اے (فارسی) ایم اے (انگریزی) ایم اے (اسلامیات) ایم اے (تاریخ اسلام)

سابق پروفیسر: ایلی کالج (اندور) فرگوسن کالج (پونا) الفنسٹن کالج (بمبئی)



نفیس اکیڈمی

اُردو بازار، کراچی

خزاعی کو طلب فرمایا اور انھیں سواری دے کر قریش کے کچھ معززین کے پاس بھیجا تاکہ وہ مکے جا کر انہیں آپ کے حدیبیہ تک آنے کے مذکورہ بالا اس مقصد سے آگاہ کریں لیکن وہ جونہی مکے پہنچے قریش کے شقی النفس لوگوں نے انہیں گھیر کر قتل کرنا چاہا لیکن وہاں کے اہل حبش ان کے آڑے آئے اور لوگوں کو آپ کے ناقے سے ہٹاتے ہوئے اسے اور اس پر سوار خراش بن امیہ کو بحفاظت مکے کے باہر دور تک چھوڑ گئے اور وہ بخیریت آپ کے پاس پہنچ گئے۔

ابن اسحٰق عکرمہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد قریش مکہ نے اپنے چالیس پچاس آدمی مسلمانوں کے پڑاؤ کا چکر لگانے کے لیے بھیجے لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے انہیں پکڑ کر آپ کے سامنے پیش کیا تو اس کے باوجود کہ وہ آپ کے پڑاؤ پر تیر اندازی اور سنگ باری کے مرتکب ہوئے تھے انہیں معاف فرما کر واپس بھیج دیا۔

اس کے اور جیسا کہ ابن اسحٰق نے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے فرمایا کہ وہ مکے جائیں اور وہاں ابوسفیان اور قریش کے دوسرے ممتاز و معزز لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کریں کہ آپ بیت اللہ کی عظمت کی بناء پر اس کی زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کے علاوہ آپ کا کوئی اور مقصد نہیں ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا کہ انہیں قریش مکہ کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ ہے کیونکہ ان سے ان کی (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی) دشمنی مسلم ہے اس کے علاوہ ان کے قبیلے بنی عدی کا اس وقت کوئی شخص وہاں نہیں ہے جو کسی خطرے کے موقع پر ان کے کام آئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان گزارشات کے بعد آپ سے عرض کیا کہ اس کام کے لیے ان سے بہتر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رہیں گے کیونکہ ابوسفیان کے علاوہ بنی امیہ کے کئی دوسرے لوگ کوئی ایسی ویسی بات ہونے پر ان کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مشورہ پسند آیا۔ چنانچہ آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے سفیر کے طور پر مکے روانہ فرما دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر ابوسفیان اور وہاں کے دوسرے شرفاء کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے کہا کہ وہ صرف انہیں یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کو طواف کعبہ کی اجازت دے سکتے ہیں اور جب انہوں نے ان سے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ آپ کے بغیر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکتے تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حرم میں قید کر دیا جب کہ حدیبیہ میں مسلمانوں کو کسی نے خبر دی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اب مجبوراً قریش مکہ کو اس کا جواب دیا جائے گا اور اسی کے لیے آپ نے یکے بعد دیگرے اپنے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک درخت کے زیر سایہ تشریف فرما ہو کر بیعت لی جسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے قریش مکہ سے خون عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے جان کی بازی لگا دینے کی بیعت کی تھی۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جو اس بیعت میں شریک تھے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے خون عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جان دینے کی بیعت نہیں لینا چاہتے تھے لیکن خود صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے دست مبارک پر اسی کے لیے بہ اصرار بیعت کی تھی جس میں وہاں موجود تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بنی سلمہ کے بھائی جد بن قیس کے سوا شریک تھے۔

www.ahlehaq.org

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

سیرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیش بہا خزانہ

# سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

## ابنِ ہشام

حصہ سوم

مُصنّف

محمد عبدالملک ابنِ ہشام

ناشر

اسلامی کتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ
چوک اردو بازار لاہور

فون : 042 - 7223506

جب حضور وضو کرتے ہیں۔ تو صحابہ آپ کے وضو کے پانی کی ایک بوند زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ تبرکاً سب ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں ایسے ہی آپ کا تھوک بھی تبرک سمجھتے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر عروہ حیران ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر کہا اے قریش میں نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی وغیرہ بادشاہوں کو دیکھا ہے مگر ایسی سلطنت کسی کی نہیں دیکھی جیسی محمد ﷺ کی دیکھی ہے۔ پس اب جو تمہاری رائے ہو اس کو قائم کرو۔

راوی کہتا ہے حضور نے خراش بن امیہ خزاعی کو اونٹ پر سوار کر کے جس کا نام ثعلب تھا۔ قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا قریش نے اس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں۔ اور اس کو قتل کرنا چاہا مگر اور لوگوں کے منع کرنے سے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ شخص حضور کے پاس پہنچا۔

راوی کہتا ہے قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس واسطے حضور کے لشکر کی طرف روانہ کیے۔ کہ اگر حضور کے صحابیوں میں سے کوئی شخص ان کے ہاتھ لگ جائے تو اس کو پکڑ کر لے آئیں۔ مگر ان احمقوں نے حضور کے لشکر پر تیر اور پتھر پھینکنے شروع کیے صحابہ نے ان کو گرفتار کر کے حضور کی خدمت میں پیش کیا حضور نے معاف فرمایا اور ان کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور نے عمر بن خطاب کو بلایا تا کہ ان کو مکہ میں اشراف قریش کی طرف روانہ فرمائیں کہ وہ حضور کو زیارت کر لینے دیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو قریش سے اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ وہ میری عداوت کے حال سے واقف ہیں کہ میں جس قدر ان پر سختی کرتا ہوں اور میری قوم بنی عدی بن کعب میں سے بھی کوئی مکہ میں نہیں ہے جو مجھ کو بچا لے گا۔ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہتر اور عزیز تر ہے یعنی عثمان بن عفان تب حضور نے عثمان کو طلب کیا اور ابوسفیان وغیرہ اشراف قریش کے پاس بھیجا تا کہ عثمان ان کو خبر دے دیں۔ کہ حضور جنگ کے واسطے نہیں آئے صرف زیارت کے واسطے آئے ہیں۔

راوی کہتا ہے عثمان مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابان بن سعید بن عاص مکہ میں داخل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد حضرت عثمان کو ملا اور ان کے ساتھ ہو لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حضور کا پیغام قریش کو پہنچا دیا۔ ابوسفیان وغیرہ نے عثمان سے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو۔ عثمان نے کہا جب تک حضور طواف نہ فرمائیں گے میں نہیں کر سکتا۔ پھر قریش نے حضرت عثمان کو روک لیا۔ اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی۔ کہ حضرت عثمان شہید ہو گئے۔

## بیعتِ رضوان

جب حضور کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان قتل کیے گئے۔ فرمایا میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا۔ جب تک کہ مشرکوں

تاریخ الامم والملوک

# تاریخ طبری

جلد دوم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

## سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حصہ اوّل

ترجمہ: سید محمد ابراہیم (ایم۔اے) ندوی ◉ ترتیب وتبویب: شبیر حسین قریشی (ایم۔اے)

تاریخ اسلام کے قدیم ترین اور مستند مؤرخ علامہ محمد بن جریر الطبری کی تاریخ الامم والملوک جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کی تمام تفصیلات معتبر اور اصل راویوں تک مکمل سلسلۂ اسناد کے ذریعہ بیان کی گئی ہیں یہی وہ نایاب تاریخ ہے جو زمانہ قدیم سے لے کر عصر حاضر تک سیرت مبارکہ کی معتبر اور مستند ماخذ رہی ہے تاریخ اسلام کے تمام مؤرخین نے اسی سے خوشہ چینی کی ہے۔

نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی

اپنے قول بما تعملون بصیر تک۔

ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کے پاس عثمانؓ بن عفان کے ہاتھ ایک خط بھیجا تھا اس کی وجہ سے انہوں نے سہیل بن عمرو کو آپؐ کی خدمت میں بھیجا۔

## حضرت خراش بن اُمیہ:

دوسرے سلسلے سے ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خراش بن امیہ کو بلا کر ثعلب نامی اونٹ پر مکہ بھیجا تا کہ وہ اشراف مکہ کو آپؐ کے آنے کی غرض بتائیں' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اور خراش کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا' مگر حبشیوں نے ان کی حمایت کی تب قریش نے ان کو چھوڑا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس ہدایت کے ساتھ بھیجے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی فرودگاہ کا چکر لگائیں تا کہ آپؐ کے صحابہؓ میں سے اگر کسی پر ان کا قابو چلے اسے قتل کر دیں۔ یہ سب گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیے گئے آپؐ نے ان کو معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔ انہوں نے آپ کی فرودگاہ میں پتھر اور تیر پھینکے تھے۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارت:

اس واقعے کے بعد آپؐ نے عمر بن الخطاب سے کہا کہ تم مکہ جاؤ اور اشراف مکہ کو میرے آنے کی غرض سے مطلع کرو۔ انہوں نے آپؐ سے عرض کیا کہ مجھے وہاں جانے میں اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ میرے قبیلہ بنو عدی والوں میں سے کوئی مکہ میں نہیں جو میری حمایت کر سکے' مزید برآں قریش اس سے واقف ہیں کہ میں ان کا سخت دشمن ہوں۔ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جس کی مکہ میں مجھ سے زیادہ عزت اور اثر ہے اور وہ عثمانؓ بن عفان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلایا اور کہا کہ تم ابوسفیان اور اشراف قریش سے جا کر کہو کہ میں اس وقت لڑائی کے لیے نہیں آیا ہوں بلکہ کعبہ کی تقدیس کی وجہ سے اس کی زیارت کو آیا ہوں۔ عثمان مکہ آئے۔ مکہ میں یا باہر آبان بن سعید بن العاص سے ان کی ملاقات ہوئی۔ آبان خود اپنی سواری سے اتر پڑا۔ اس نے عثمان کو اپنے آگے بٹھایا اور خود ان کے پیچھے بیٹھا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے پیام کو پہنچا دینے تک حفاظت کا وعدہ کیا۔ عثمانؓ ابوسفیان اور قریش کے عمائد کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ کا پیام ان کو پہنچا دیا جب وہ پیام سنا چکے قریش نے ان سے کہا تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو۔ انہوں نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ کریں میں بھی طواف نہیں کرتا۔ اس پر قریش نے ان کو اپنے یہاں روک لیا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان قتل کر دیے گئے۔ آپؐ نے سن کر فرمایا کہ اب میں تاوقتیکہ دشمن سے فیصلہ کن لڑائی نہ لڑوں یہاں سے نہ جاؤں گا۔ پھر آپؐ نے مسلمانوں کو بیعت کے لیے بلایا اور یہی بیعت رضوان ہے جو وہاں ایک درخت کے نیچے لی گئی۔

## بیعت رضوان:

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ سے پلٹ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ندا دی "لوگو! بیعت کے لیے آؤ روح القدس آئے"۔ ندا کو سن کر ہم تیزی سے آپ کی طرف چلے' آپؐ اس وقت ایک خاردار درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ ہم نے آپ کی بیعت کی۔ اسی موقع کے لیے اللہ کا یہ قول نازل ہوا۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت مفصل و مستند تصنیف

علامہ علی ابن برہان الدین حلبی کی مایہ ناز عربی تصنیف کا اردو ترجمہ

اَلسِّیرَۃُ الحَلَبِیَّہ

# سیرۃ حلبیہ

اردو

مع اضافات

۵
جلد سوم
نصف اول


مرتب و مترجم اردو ○ مولانا محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند

زیر سرپرستی ○ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب



دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون 2631861

آنحضرت ﷺ کی طرف سے قریش کو آپ کے آنے کی اصل غرض و غایت بتلائیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ! مجھے قریش کی طرف سے اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ مکے میں (میرے خاندان یعنی) بنی عدی ابن کعب کا بھی کوئی شخص نہیں ہے جو میری حمایت میں اٹھ سکے۔ ادھر آپ کو معلوم ہے کہ میں قریش کا کتنا سخت دشمن ہوں اور ان کے خلاف کتنا سخت ہوں۔ لیکن میں آپ کو ایک ایسے شخص کا نام بتلاتا ہوں جو قریش کے نزدیک میرے مقابلے میں زیادہ معزز ہے اور وہ حضرت عثمان ابن عفان ہیں۔ (ی) کیونکہ وہاں ان کے چچا کی اولاد ہے جو ان کی حفاظت کرے گی!"

**عثمان غنی بطور قاصد**..... چنانچہ اس مشورہ پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان ابن عفان کو بلایا اور انہیں ابو سفیان اور قریش کے دوسرے سرکردہ لوگوں کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ آپ کسی جنگ و جدل کے ارادہ سے یہاں نہیں آئے ہیں بلکہ صرف بیت اللہ کی زیارت کرنا ہے اور اس کا احترام دل میں لے کر آئے ہیں۔

یہاں ابو سفیان کا ذکر شاید کسی راوی کی غلطی کے سبب سے ہے کیونکہ جیسا کہ پیچھے بیان ہوا وہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر موجود نہیں تھے۔

غرض اس کے ساتھ ہی آنحضرت ﷺ نے عثمان غنیؓ کو حکم دیا کہ مکے پہنچ کر وہاں مسلمان مردوں و عورتوں کے پاس بھی جائیں جو وہاں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس پہنچ کر وہ انہیں فتح کی خوشخبری سنادیں۔ اور یہ خبر دے دیں کہ عنقریب اللہ تعالیٰ مکے میں اپنے دین کو سربلند فرمائے گا یہاں تک کہ وہاں کسی شخص کو اپنا ایمان چھپانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو قریش کے نام ایک خط دے کر روانہ فرمایا تھا اور اس میں لکھا تھا کہ آپ ﷺ یہاں کسی سے جنگ کرنے کے لئے نہیں آئے بلکہ صرف عمرہ کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ان بعض حضرات کے اس قول کی دلیل آگے آنے والی روایت ہے جس میں قریش کے جواب کا ذکر ہے۔ ایک قول ہے کہ قریش کے جوابی خط میں اس واقعہ کا ذکر تھا جو آپ کے اور سہیل ابن عمرو کے درمیان پیش آیا تھا اور یہ کہ اس شرط پر صلح ممکن ہے کہ اس سال آپ واپس لوٹ جائیں۔ آخر حدیث تک۔ اور یہ کہ جب قریش نے ان کو پکڑ لیا تو آنحضرت ﷺ نے بھی سہیل ابن عمرو کو اپنے پاس روک لیا۔ ابن حجر کی شرح ہمزیہ میں اسی طرح ہے مگر انہوں نے اس روایت کو پہلی سے مقدم بیان کیا ہے جو قابل غور ہے۔

**عثمان کو ابان کی پناہ**..... غرض آنحضرت ﷺ کے حکم پر حضرت عثمان ابن عفان مکے کو روانہ ہوئے۔ ادھر اسی عرصہ میں آنحضرت ﷺ کی اجازت سے دس دوسرے صحابہ بھی مکے میں داخل ہوئے تھے جن کا مقصد اپنے عزیزوں سے ملنا تھا مگر میں ان صحابہ کے ناموں سے واقف نہیں ہو سکا۔ ساتھ ہی مجھے یہ بات بھی واضح نہیں ہو سکی کہ آیا یہ دس دوسرے صحابہ عثمان غنیؓ کے ساتھ ہی مکے پہنچے تھے یا علیحدہ گئے تھے۔

مکے میں داخل ہونے سے پہلے حضرت عثمان غنیؓ ابان ابن سعید ابن عاص سے ملے جو بعد میں خیبر کی جنگ سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے مگر اس وقت مسلمان نہیں تھے (حضرت عثمانؓ نے مکے میں داخل ہونے کے لئے ان کی حمایت چاہی) چنانچہ انہوں نے عثمان غنیؓ کو اپنی حمایت و حفاظت کا وعدہ دیا (کہ مکے میں دشمنوں سے حفاظت کے لئے تم میری پناہ میں رہو گے) انہوں نے حضرت عثمانؓ کو اپنے آگے آگے کر لیا (تاکہ سب

# مدارج النبوت

## جلد دوم

تصنیف

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز

۴۰۔ اردو بازار۔ زبیدہ سنٹر ○ لاہور

کے لوگوں کے ساتھ تم سے جدا ہو کر چلا جاؤں گا۔ قریش نے عذر خواہی اور اس کی دلجوئی اور تسکین دہی کرتے ہوئے کہا "اے حلیس! ان باتوں کو چھوڑو ہم اپنی مرضی کے موافق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلح کر رہے ہیں"۔

ارباب سیر بیان کرتے ہیں۔ کہ جب قریش کی جانب سے لوگ آ رہے تھے اور قریش کی قساوت دور کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور ان اشقیاء کی شدت میں بھی کمی نہ ہوتی تھی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چاہا کہ کسی کو بھیج کر اس معاملہ میں سعی فرمائیں۔ آپ نے پہلے بنی خزاعہ کے ایک شخص کو بھیجا جس کا نام حراش بن امیہ کعبی تھا۔ اسے ایک اونٹ دیا تا کہ وہ ان کے دلنشیں کرائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا زیارت کعبہ اور عمرہ ادا کرنے کے لیے ہے جنگ وقتال نہیں ہے جب وہ قریش کے پاس پہنچے تو وہ ان کے اونٹ کے درپے ہو کر حراش بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے پر اتر آئے۔ ان کی قوم نے جو مکہ میں تھی ان کی حمایت کر کے چھڑایا اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس بھیج دیا۔ اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "تمہیں مکہ جانا چاہیے تا کہ انہیں سمجھاؤ کہ ہم جنگ کے ارادے سے نہیں بلکہ عمرہ کرنے آئے ہیں"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر روشن ہے کہ قریش کی عداوت میرے ساتھ کس قدر ہے اور ان کی شدت وغلظت کس حد تک ہے۔ اگر وہ مجھ پر قابو پالیں تو یقیناً زندہ نہ چھوڑیں اور بنی عدی میں سے مکہ میں کوئی نہیں ہے جو ان کی شرارتوں پر میری حمایت کر سکے اور میری حفاظت کر سکے۔ اگر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھیجیں تو بہت مناسب ہوگا کیونکہ وہ قریش کے نزدیک زیادہ عزیز ہیں اور مکہ میں ان کے عزیز واقارب بہت ہیں"۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو بلایا اور مکہ مکرمہ کی جانب بھیجا۔ تا کہ ابوسفیان اور صنادید قریش کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مافی الضمیر سمجھائیں۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور کے ارشاد کے بموجب مکہ کی طرف چلے۔ مقام بلاح میں مشرکوں سے ملے اور ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دیا۔ مگر کفار اپنی اسی جہالت وتعصب پر اڑے رہے کہ اس کا کوئی امکان نہیں ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گزرنے دیں۔ اور بیت اللہ کی زیارت کرنے دیں"۔ سبحان اللہ! یہ کتنے جاہل لوگ ہیں کہ اپنی شدت وجہالت پر اڑے ہوئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نرمی فرماتے ہیں اور ان کو سمجھاتے ہیں کہ جنگ کا ارادہ نہیں ہے۔ اگر آپ شدت ومحاربہ اختیار فرماتے تو اسی وقت ان کی جانیں منہ کو آ جاتیں۔ جیسا کہ آخر قصہ میں ظاہر ہوگا۔

اس کے بعد ابان بن سعید بن العاص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تعظیم وتکریم کا اظہار کیا انہیں اپنی سواری پر بٹھا کر خود ان کے پیچھے بیٹھ کر ردیف بن گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ لے گیا۔ حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ابوسفیان اور دیگر صنادید قریش کو پہنچا دیا۔ یہ لوگ اپنی قوم کے ساتھ یہاں پر نہیں آئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سب کو بھی اس بات میں قوم کا ہم خیال پایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ارادہ فرمایا کہ لوٹ چلیں۔ اس وقت انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خاطر داری کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہا۔ "اگر تم چاہو تو اٹھو اور طواف کر لو"۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں اس وقت تک طواف نہیں کر سکتا جب تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہ کر لیں"۔ مشرکین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بات سے برہم ہو کر اور غصہ میں آ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رخصت کی اجازت نہ دی۔

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے تو صحابہ عرض کرنے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کتنے خوش نصیب ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ پہنچ کر خانہ کعبہ کی زیارت کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے میرا یہ خیال ہے کہ وہ ہمارے بغیر زیارت نہ کریں گے"۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ دس اور مہاجرین بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مکہ مکرمہ گئے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدت اقامت مکہ مکرمہ میں دراز ہوئی اور لشکر اسلام میں یہ خبر پھیلی کہ حضرت

# البداية والنهاية

للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل

ابن عمر بن كثير القرشي الدمشقي

٧٠١ - ٧٧٤ هـ

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية

بدار هجر

## الجزء الخامس

هجر

للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان

ببطنِ مكةَ مِن عثمانَ بنِ عفانَ لَبعَثه مكانَه، فبعَث عثمانَ، وكانت بَيعةُ الرِّضوانِ بعدَما ذهَب عثمانُ إلى مكةَ، فقال النبيُّ ﷺ بيدِه اليُمنَى: «هذه يدُ عثمانَ». فضرَب بها على يدِه، فقال: «هذه لعثمانَ». اذْهَبْ بهذا[1] الآنَ معك.

وقد رواه البخاريُّ أيضًا فى موضِعٍ آخرَ، والترمذيُّ مِن حديثِ أبى عَوانةَ، عن عثمانَ بنِ عبدِ اللَّهِ بنِ مَوْهَبٍ به[2].

وقال الأُمويُّ فى «مغازيه»[3]: عن ابنِ إسحاقَ، حدَّثنى يحيى بنُ عَبَّادٍ، عن أبيه، عن جَدِّه، سَمِعْتُ رسولَ اللَّهِ ﷺ يَقولُ[4]: «أَوْجَبَ طَلْحَةُ». حينَ صنعَ ما صنعَ برسولِ اللَّهِ ﷺ[4]، وقد كان الناسُ انهَزَموا عنه حتى بلَغ بعضُهم إلى المُنَقَّى[5] دونَ الأَعْوَصِ[6]، وفرَّ عثمانُ بنُ عفانَ، وسعدُ بنُ عثمانَ و[7]عقبةُ ابنُ عثمانَ[7]، رجلان[8] مِن الأنصارِ، حتى بلَغوا الجَلَعْبَ؛ جبلٌ بناحيةِ المدينةِ مما يلى الأَعْوَصَ، فأقاموا ثلاثًا ثُم رجَعوا، فزَعَموا أن رسولَ اللَّهِ ﷺ

---

(١) فى الأصل، ص: «بها».

(٢) البخارى (٣٦٩٨)، والترمذى (٣٧٠٦).

(٣) سيرة ابن إسحاق ص ٣١١، عن يحيى بن عباد به. وأخرجه الطبرى فى تاريخه ٢/ ٥٢٢، عن ابن إسحاق به.

(٤ - ٤) سقط من النسخ. والمثبت من سيرة ابن إسحاق وتاريخ الطبرى.

(٥) فى الأصل، ص: «النقا». والمنقى. طريق للعرب إلى الشام، كان فى الجاهلية يسكنه أهل تهامة، وهو بين أحد والمدينة. معجم البلدان ٤/ ٦٦٩.

(٦) فى الأصل: «الأعرض». والأعوص: موضع قرب المدينة. معجم البلدان ١/ ٣١٧.

(٧ - ٧) سقط من النسخ. والمثبت من سيرة ابن إسحاق، وتاريخ الطبرى. وانظر المطالب العالية (٤٣١٤).

(٨) فى النسخ: «رجل»، والمثبت من مصدرى التخريج.

تاریخ الامم والملوک

# تاریخ طبری

جلد دوم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

## سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حصہ اوّل

ترجمہ: سید محمد ابراہیم (ایم۔اے) ندوی ◉ ترتیب وتبویب: شبیر حسین قریشی (ایم۔اے)

تاریخ اسلام کے قدیم ترین اور مستند مؤرخ علامہ محمد بن جریر الطبری کی تاریخ الامم والملوک جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کی تمام تفصیلات معتبر اور اصل راویوں تک مکمل سلسلۂ اسناد کے ذریعہ بیان کی گئی ہیں یہی وہ نایاب تاریخ ہے جو زمانہ قدیم سے لے کر عصر حاضر تک سیرت مبارکہ کی معتبر اور مستند ماخذ رہی ہے تاریخ اسلام کے تمام مؤرخین نے اسی سے خوشہ چینی کی ہے۔

نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی

یَنقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا وَّ سَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ ۝

"اور نہیں ہیں محمدؐ مگر اللہ کے رسول ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو کوئی الٹے پاؤں پلٹ جائے گا وہ ہرگز اللہ کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا اور بہت جلد اللہ فرماں برداروں کو جزائے خیر دے گا"۔

## ابوسفیان کی پیش قدمی و پسپائی:

ابوسفیان اس جماعت کی طرف آیا۔ جب وہ پہاڑ پر چڑھ آیا اور صحابہؓ نے اسے دیکھا وہ اپنی خوشی کو بھول گئے اور اس کی پیش قدمی سے متاثر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے وہ ہم پر کبھی غلبہ نہ پائیں گے۔ اے اللہ! اگر یہ میری جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر کوئی تیرا پرستار نہ رہے گا' پھر آپؐ نے صحابہ کو مدافعت کا حکم دیا' انہوں نے دشمن پر پتھر پھینکے اور ان کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا۔

## ابوسفیان اور حضرت عمرؓ میں گفتگو:

ابوسفیان نے اس روز کہا تھا آج ہبل کا بول بالا ہوا' حنظلہ' حنظلہ کے عوض میں قتل ہوا' آج بدر کا بدلہ ہوا مشرکین نے اس روز حنظلہ بن الراہب کو شہید کیا تھا ان کو غسل جنابت کی ضرورت تھی اس لیے ملائکہ نے ان کو غسل دیا۔ حنظلہ بن ابی سفیان جنگ بدر میں مارا گیا تھا۔ ابوسفیان نے کہا عزیٰ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ سے کہا' کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔ ابوسفیان نے پوچھا کیا محمد تم میں موجود ہیں بے شک تمہارے مقتولین کے اعضاء کو قطع و برید کیا گیا ہے' عمر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ اس سے روکا اس بات سے نہ میں خوش ہوا اور نہ ناراض' اللہ عزوجل نے ابوسفیان کے اس طرح پہاڑ پر چڑھ کر برآمد ہونے کا ان آیات میں ذکر کیا ہے فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَ لَا مَاۤ اَصَابَكُمْ یہاں غم اول فتح اور غنیمت کا ہاتھ سے نکل جانا اور غم ثانی دشمن کا اس طرح پہاڑ پر چڑھ آنا تاکہ مسلمان جو غنیمت ہاتھ سے نکل گئی اور اپنے ساتھیوں کے قتل پر ملول نہ ہوں اور یہ اس وقت ہوا جب کہ وہ ان باتوں کو یاد کر رہے تھے۔ ابوسفیان نے وہاں برآمد ہو کر ان کی طرف متوجہ کر لیا۔

## حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ:

سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چند صحابہؓ کے ہمراہ درے میں بیٹھے تھے' قریش کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ آئی۔ آپؐ نے فرمایا خداوندا ایسا نہ ہونے پائے کہ وہ یہاں چڑھ آئیں۔ عمر بن الخطابؓ نے مہاجرین کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ ان حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کو پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ رسول اللہ ﷺ پہاڑ کی ایک بڑی چٹان پر چڑھنے کے لیے اٹھے مگر ایک تو آپ تھکے ہوئے تھے دوسرے دو زرہیں پہن رکھی تھیں اس لیے آپؐ اپنی جگہ سے نہ اٹھ سکے۔ طلحہؓ بن عبیداللہ آپؐ کے لیے بیٹھ گئے تب آپ اٹھ کر ان پر سوار ہو گئے۔ زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے اس روز رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا کہ اللہ کے رسول کے ساتھ اس خدمت گزاری کی وجہ سے طلحہؓ نے اپنا حق واجب کر لیا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس روز جو صحابہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگے تھے ان میں سے بعض تو کوہ اعوض کے ادھر مقام منقی جا پہنچے۔ عثمان بن عفان' عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان' دو انصاری یہ احد سے بھاگ کر کوہ جلعب جو مدینہ کے اطراف میں کوہ اعوض کے متصل واقع ہے چلے آئے یہ لوگ تین دن ٹھہر کر پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس پلٹ گئے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم کس ضرورت سے وہاں چلے گئے تھے۔

# مدارج النبوت

## جلد دوم

تصنیف

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز

۴۰۔ اردو بازار۔ زبیدہ سنٹر ○ لاہور

اندازوں کے مقابلہ اوران کی کثرت تیراندازی سے غائب وخاسر ہوکرلوٹ گیا تھا۔مگر وہ مطلقاً مایوس نہ ہوا تھا اور برابر گھات میں لگا ہوا تھا۔وہ غفلت کا منتظر تھا کہ کب مسلمانوں کی یہ جماعت اس طرف سے غافل ہو۔چنانچہ جب یہ لوگ غافل ہوگئے تو وہ عکرمہ بن ابوجہل مشرکوں کی ٹولی کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ آور ہوگیا اوران کو ان کے چند ساتھیوں کے ساتھ جو گنتی کے چند نفر تھے شہید کردیا۔پھراس نے اس شگاف سے نکل کر مسلمانوں کے عقب پر حملہ کردیا۔اس نے مسلمانوں کو تلواروں پر رکھ لیا اور بے دریغ قتل کرنے لگا۔لشکر اسلام میں اضطراب عظیم اور ہلچل پیدا ہوگئی اور تمام لشکر تتر بتر ہوگیا اوران کی حالت حددرجہ پراگندہ ہوگئی۔ مسلمان ایک دوسرے پر پل پڑے اوران میں پہچاننے کا شعور نہ رہا۔چنانچہ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں ہی سے دوزخم پہنچے اور ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی مسلمانوں ہی سے دوزخم لگے۔جب یہ معاملہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو فرمایا یہ بھی اللہ کے ہی راستہ میں ہے۔حضرت یمان' حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے والد مسلمانوں ہی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔اس کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے اور تم پر رحمت کرے۔وہ ہمیشہ ہی اپنے قاتلوں کے حق میں دعائے خیر اور استغفار کرتے رہتے تھے۔جب یہ معاملہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو فرمایا تو حضرت یمان کی دیت ادا کرو۔حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کی دیت لے کر مسلمانوں پر ہی صدقہ کردی۔

الغرض اشرار وکفار نے غلبہ پایا اوراخیار بھاگنے لگے اور ایک دم سارا معاملہ الٹ کر رہ گیا۔کافروں نے میدان جلادت میں قدم رکھا اور اہل اسلام کے قتل میں مشغول ہوگئے۔یہ بدقسمتی' نافرمانی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت انہیں پہنچی جو تیراندازوں کی جماعت سے صادر ہوئی تھی اور دنیاوی مال وزر کے جمع کی طمع اور میلان نے ان کو اس حال میں پہنچایا جس سے لشکر اسلام کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) تاہم عنایت الٰہی ان مسلمانوں سے منقطع نہ ہوئی اور سب کو معاف فرمادیا گیا تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہوجائے کہ حضرت حق جل وعلی جس کے ساتھ نظر عنایت وقبول رکھتا ہے۔اس کو اپنی بارگاہ سے دور نہیں فرماتا اور اسے رد نہیں کرتا۔یہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے کی بدولت اور آپ کے طفیل میں ہے۔جیسا کہ آیہ کریمہ میں ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّھُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھُمْ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ○

بے شک وہ ایمان دار بندے جنہوں نے دونوں گروہوں کے ملنے کے دن منہ پھیرا تھا دراصل ان کو شیطان نے نبی کے بعض حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے پھسلایا تھا بلاشبہ اللہ نے ان سب کو معاف فرمادیا اور اللہ غفور رحیم

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ اس وقت صحابہ چار قسموں میں بٹ گئے تھے۔صحابہ کی ایک قسم جنگ میں مصروف تھی اور وہ شہید ہورہی تھی۔دوسرا گروہ بھاگ رہا تھا اور پہاڑ کی گھاٹیوں اور کونوں میں چھپ رہا تھا۔بعض شہر میں جاکر ٹھہر گئے تھے ان میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو جنگ کی آگ ٹھنڈی ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اس آیہ کریمہ کے شامل حال ہوکر عفو ومغفرت کی تحریر حال کی پیشانی اوران کے نامہ اعمال میں لکھی گئی۔ایک جماعت مرکز صدق پر ثابت قدم رہی' راہ فرار سے محفوظ رہی (رضی اللہ عنہم اجمعین)

# تفسير الطبري

## جامع البيان عن تأويل آي القرآن

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري

(٢٢٤هـ - ٣١٠هـ)

تحقيق

الدكتور/ عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية

بدار هجر

الدكتور/ عبد السند حسن يمامة

الجزء السادس

هجر

قال ابنُ جُريجٍ : وقولُه : ﴿ إِنَّمَا ٱسْتَزَلَّهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا۟ وَلَقَدْ عَفَا ٱللَّهُ عَنْهُمْ ﴾ : إذ لم يُعاقِبْهم[1] .

[١١/٥٥٥ظ] **حدَّثنا** ابنُ حُميدٍ ، قال : ثنا سلمةُ ، عن ابنِ إسحاقَ ، قال : فرَّ عثمانُ بنُ عفانَ ، وعقبةُ بنُ عثمانَ وسعدُ بنُ عثمانَ - رجلان مِن الأنصارِ - حتى بلَغوا الجَلْعَبَ - جبلٌ بناحيةِ المدينةِ مما يَلِي[2] الأعْوَصَ[3] - فأقاموا به ثلاثًا ، ثم رجَعوا إلى رسولِ اللَّهِ ﷺ ، فقال لهم : « لقد ذهَبْتُم فيها عَريضةً[4] » .

**حدَّثنا** ابنُ حُميدٍ ، قال : ثنا سلمةُ ، عن ابنِ إسحاقَ قولَه : ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَلَّوْا۟ مِنكُمْ يَوْمَ ٱلْتَقَى ٱلْجَمْعَانِ إِنَّمَا ٱسْتَزَلَّهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا۟ ﴾ الآية : والذين اسْتَزَلَّهم الشيطانُ عثمانُ بنُ عفانَ ، وسعدُ بنُ عثمانَ وعقبةُ بنُ عثمانَ ، الأنصاريان ثم الزُّرَقِيَّان[5] .

١٤٦/٤ /وأما قولُه : ﴿ وَلَقَدْ عَفَا ٱللَّهُ عَنْهُمْ ﴾ . فإن معناه : ولقد تَجاوَز اللَّهُ عن الذين تَوَلَّوْا منكم يومَ الْتَقى الجَمْعان أن يُعاقِبَهم بتَوَلِّيهم عن عدوِّهم .

كما **حدَّثنا** القاسمُ ، قال : ثنا الحسينُ ، قال : ثنى حجاجٌ ، قال : قال ابنُ جُرَيْجٍ قولَه : ﴿ وَلَقَدْ عَفَا ٱللَّهُ عَنْهُمْ ﴾ يقولُ : ولقد عفا اللَّهُ عنهم إذ لم يُعاقِبْهم[6] .

---

(١) عزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢/٨٨ إلى المصنف دون قول ابن جريج .

(٢) فى س : « بين » .

(٣) الأعوص : موضع قرب المدينة . معجم البلدان ١/ ٣١٧.

(٤) عريضة : واسعة . النهاية ٣/ ٢١٠.

(٥) سيرة ابن إسحاق ص٣١١ عن يحيى بن عباد ، عن أبيه ، عن جده بأطول مما هنا . ومن طريق ابن إسحاق أخرجه المصنف فى تاريخه ٢/ ٥٢٢. وعزاه ابن كثير فى البداية والنهاية ٥/٣٩١ إلى الأموى فى مغازيه . وعزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢/٨٩ إلى ابن المنذر .

(٦) ذكره الطوسى فى التبيان ٣/٢٥ عن ابن جريج .

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ

# صحیح بخاری

جلد پنجم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا عبدالستار اسنوی حفظہ اللہ

حضرت العلامہ مولانا ابو محمد عبدالحق اسلفی حفظہ اللہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

دل کی آنکھوں سے دیکھنا اور ابصرت ظاہر کی آنکھوں سے دیکھنا مراد ہے۔

**تشریح** ان جملہ مذکورہ احادیث میں کسی نہ کسی طرح سے جنگ احد کے حالات بیان کئے گئے ہیں جنگ احد اسلامی تاریخ کا ایک عظیم حادثہ ہے۔ ان کی تفصیلات کے لیے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ ہر حدیث کا بغور مطالعہ کرنے والوں کو بہت سے اسباق مل سکیں گے۔ خدا توفیق مطالعہ عطا کرے۔ دیکھا جا رہا ہے کہ قرآن و حدیث کے حقیقی مطالعہ سے طبائع دور تر ہوتی جا رہی ہیں۔ ایسے پرفتن و الحاد پرور دور میں یہ ترجمہ اور تشریحات لکھنے میں بیٹھا ہوا ہوں کہ قدرداں انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں پھر بھی پوری کتاب اگر اشاعت پذیر ہو گئی تو یہ صداقت اسلام کا ایک زندہ معجزہ ہو گا۔ اللھم آمین۔ یااللہ! بخاری شریف مترجم اردو کی تکمیل کرنا تیرا کام ہے اپنے محبوب بندوں کو اس خدمت میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

## ١٩- باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾.

## باب اللہ تعالیٰ کا فرمان "بے شک تم میں سے جو لوگ اس دن واپس لوٹ گئے جس دن کہ دونوں جماعتیں آپس میں مقابل ہوئی تھیں تو یہ تو بس اس سبب سے ہوا کہ شیطان نے انہیں ان کے بعض کاموں کی وجہ سے بہکا دیا تھا اور بیشک اللہ انہیں معاف کر چکا ہے۔ یقیناً اللہ بڑا مغفرت والا' بڑا حلم والا ہے۔"

٤٠٦٦- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا أَتَالَ: مَنْ هؤُلَاءِ الْقُعُودِ؟ قَالَ: هؤُلَاءِ قُرَيْشٌ، قَالَ: مَنَ الشَّيْخُ؟ قَالُوا: ابْنُ عُمَرَ فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ أَتُحَدِّثُنِي قَالَ: أَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هَذَا الْبَيْتِ أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَتَعْلَمُهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَخَلَّفَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ فَكَبَّرَ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ لأُخْبِرَكَ وَلأُبَيِّنَ لَكَ عَمَّا سَأَلْتَنِي عَنْهُ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ عَفَا عَنْهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ

(۴۰۶۶) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو ابو حمزہ نے خبر دی' ان سے عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ ایک صاحب بیت اللہ کے حج کے لیے آئے تھے۔ دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھا کہ یہ بیٹھے ہوئے کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ قریش ہیں۔ پوچھا کہ ان میں شیخ کون ہیں؟ بتایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ وہ صاحب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ آپ مجھ سے واقعات (صحیح) بیان کر دیجئے۔ اس گھر کی حرمت کی قسم دے کر میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد کے موقع پر راہ فرار اختیار کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں صحیح ہے۔ انہوں نے پوچھا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں تھے؟ کہا کہ ہاں یہ بھی ہوا تھا۔ انہوں نے پوچھا اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان (صلح حدیبیہ) میں بھی پیچھے رہ گئے تھے اور حاضر نہ ہو سکے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ اس پر ان صاحب نے (مارے خوشی کے)

www.ahlehaq.org

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

سیرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیش بہا خزانہ

# سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

## ابنِ ہشام

حصہ سوم

مُصنّف

محمد عبدالملک ابنِ ہشام

ناشر

اسلامی کتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ
چوک اردو بازار لاہور

فون : 042 - 7223506

## ان مشرکین کے نام جو جنگ اُحد میں قتل ہوئے

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ اُحد کی جنگ میں قریش کی شاخ بنی عبدالدار سے جو علم بردار مشرکین کے تھے یہ لوگ قتل ہوئے۔ طلحہ بن ابی طلحہ اور ابی طلحہ کا نام عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ہے۔ اس کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور ابوسعد بن ابی طلحہ کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور سافع بن طلحہ اور جلاس بن طلحہ کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے قتل کیا۔ اور کلاب بن طلحہ اور حرث بن طلحہ کو ہی ظفر کے حلیف قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں ان کو عبدالرحمٰن بن عوف نے قتل کیا ہے۔ اور ارطاۃ عبد شرجیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور ابو یزید بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو اور صواب اس کے ایک حبشی غلام کو قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں اس کو حضرت علی نے اور بعض سعد بن ابی وقاص نے اور بعض کہتے ہیں ابو دجانہ نے قتل کیا ہے۔ اور قاسط بن شریح بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو قزمان نے قتل کیا۔ یہ سب گیارہ آدمی کی شاخ میں سے تھے۔

اور بنی اسد بن عبد سعری بن قصیٰ میں سے عبداللہ بن حمید بن زہیر بن حرث بن اسد کو حضرت علی نے قتل کیا۔ اور بنی زہرہ بن کلاب سے ابوالحکم بن اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی ان کے حلیف کو بھی حضرت علی نے قتل کیا۔ اور سباع بن عبدالعزیٰ۔ عبدالعزیٰ کا نام عمرو بن نصلہ ہے اس کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی مخزوم بن لقیظہ میں سے ہشام بن امیہ بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔ اور ولید بن عاص بن ہشام



بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔ اور ابوامیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو حضرت علی نے قتل کیا۔ اور خالد بن اعلم ان کے حلیف کو قزمان نے قتل کیا یہ چار شخص ان قبیلہ کے قتل ہوئے۔

اور بنی جمح بن عمرو میں سے عمرو بن عبداللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو ابوعزہ کہتے تھے اس کو حضور نے بحالت گرفتاری قتل فرمایا۔ اور ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو خاص حضور نے اپنے ہاتھ سے قتل فرمایا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی عامر بن لوی میں سے عبیدہ بن جابر اور شیبہ بن مالک بن مضرب ان دونوں کو قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں عبیدہ بن جابر کو عبداللہ بن مسعود نے قتل کیا۔ یہ سب مشرکین میں سے بائیس آدمی قتل ہوئے۔

جنگ اُحد کے متعلق جو اشعار اور قصائد شعرا عرب نے کہے ہیں۔ ان میں سے چند اشعار ہم ذیل میں مندرج کرتے ہیں۔